تلک الامثال نضربها للناس لعلهم یتفکرون

انجمن اسلامیہ بانکی پور کے چودھویں سالانہ اجلاس میں جناب فضیلت مآب مولنا ابو محمد ابراہیم

وآرہ کی تقریر مسمے بہ

بادشاہ مجازی و حقیقی

سنہ ۱۳۱۴ھ

باہتمام جناب مولوی سید رحیم الدین صاحب مالک مطبع

مطبع احمدی واقع بانکی پور میں چھپی

جای اشاعت مدرسہ احمدیہ آرہ ضلع شاہ آباد چوک مسجد

بار ثانی ۵۰۰ جلد

تقریر جناب مولوی ابو محمد ابراہیم صاحب آروی

بجلسۂ سالانہ (۱۴) انجمن اسلامیہ باٹکی پور منعقدہ سنہ ۱۸۹۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ نحمدہٗ ونستعینہٗ ونستغفرہٗ ونؤمن بہٖ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ

اما بعد۔ حضرات! اسمین شک نہین کہ آج آپ لوگون نے صبح سے اسوقت تک انجمن مین رہکر اعلےٰ درجہ کی ڈگری حاصل کرلی ہے یعنی آجکے دونون اجلاسونکے لئے جسقدر اوقات ٹھہرائے گئے تھے انمین سے اول وقت تو آپلوگ وقت مقررہ سے ایک گھنٹہ زیادہ تازہ دم ہوکے پیاسے بے تکلف ڈٹے رہے واہ واہ۔ این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ اب یہ رات کا دوسرا اجلاس ہے اسمین بھی ۹ بج چکے ہین مین امید کرتا ہون کہ آپلوگ بقیہ اوقات کو بھی نہایت مسرت کیساتھ پورا کرلینگے الحمدللہ کہ اس ابتدائی امتحان مین آپ سب لوگ فرسٹ نمبر مین پاس ہوگئے! مگر صاحبو! یہ پاس ہونا کارآمد اسوقت ہوگا جبکہ آپ اس پاس کے نتیجہ کو پوریطرح سے انجام دیکر دوسری ڈگری حاصل کرینگے انٹرنس سے بی اے۔ ایم اے وغیرہ کی ڈگریان حاصل کرینی اسوقت مفید ہوا کرتی ہین جبکہ ڈگریونکی حاصل کرنیکا جو اصلی مقصود ہے وہ بھی پوری طرح انجام پائے۔ نہین تو یہ سب

بادشاہت کیلئے بہت سے صفات درکار ہین جنکے کمال اور نقصان کے موافق بادشاہت
کا کمال و نقصان و رعب و داب رہا کرتا ہے۔

ان صفتونمین سے چند صفات یہ ہین۔ علم۔ قدرت۔ تدبیر۔ ملکی ضرورتونکے پورا کرنیکا
اختیار۔ ہوشیاری۔ جامعیت قانون۔ نفاذ قانون پر قابو۔ سزا اور جزا کے اختیارات۔

پہلے مین دونون بادشاہ حقیقی اور مجازی کے صفات مذکورہ بالا الگ الگ مختصر طور پر
موازنہ کیلئے پیش کرتا ہون پھر اُسکے بعد اس تمہید سے جو میرا مقصود ہی اُسے سوال و جواب
کے پیرایہ مین گذارش کرونگا۔

ہرچند کہ ان دونون بادشاہون مین مالک اور مملوک۔ مولا اور غلام۔ خالق اور مخلوق
مختار مطلق اور مجبور محض کی نسبت ہونیکے سبب سے موازنہ کرنا ہی غلط اور بالکل غلط اور بیمعنی
اور بے ادبی ہی مگر اسوقت مجھے اپنے سوال کے سمجھانے کے لئے اسکی ضرورت ہی۔ لہذا ایسی
حالت مین یہہ عنوان شاید داخل بے ادبی یا نامناسب نہوگا۔

صفات بادشاہ مجازی

علم

عموماً بندے کو ایسا تھوڑا علم دیا گیا ہی کہ وہ
اپنی آنکھ کے سامنے کے واقعات کو بھی صحیح طور
پر نہین جان سکتا۔ ریل پر کشتی پر انسان
بھاگتا تو خود جاتا ہی اور دیکھتا ہی کہ ساری چیزین
بھاگی جاتی ہین ہمیشہ آفتاب مشرق سے نکلکر
سارا دورہ تمام کرکے مغرب تک پہونچ جایا کرتا ہے
دھوپ بالکل ادھر کی ادھر روزانہ ہو جایا کرتی ہے
مگر اسکو نہ کبھی آفتاب کی حرکت محسوس ہوئی اور نہ او

صفات بادشاہ حقیقی

علم

خداوند تبارک و تعالے کے علم و خبر کا یہہ عالم ہی کہ یَعْلَمُ
مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ
بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَا شَآءَ۔ جو خلق کے
روبرو ہی اور جو انکے پیچھے ہی خدا اون سب کو جانتا ہے
اور خدا کی معلومات مین سے بندے اوتنا ہی جانتے
ہین جتنا خدا نے چاہا۔ خداوند تعالے رعایا کے
ہر جزو کل خیر و شر حرکت و سکون وغیرہ پر اسقدر
اطلاع رکھتا ہی کہ لَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰہِ مِنْهُمْ

+ ت سے مراد ترجمہ ہے

ڈگریان محض بیکار ہو جاتی ہین۔ اور انکو حاصل کرنے مین جسقدر کاوشین اور محنتین اور ریاضتیں
اور مفارقت احبا و اصدقا گوارا کیجاتی ہو۔ سب بیکار ہو جاتی ہو۔ اور حسرت آمیز خسارت کے سوا
اور کچھ فائدہ نہین ہوتا آپ ہمیشہ دیکھتے ہین کہ ولایت کی بڑی بڑی ڈگریان حاصل کئے ہوئے
ہزارون آدمی اپنے فرائض منصبی کی انجام دہی کی جانچ پڑتال کیوقت کھوٹے ثابت ہوکر نکلتے نظر آتے
اسلئے ہماری دانشمند گورنمنٹ کسی ایک ہی قسم کی ڈگری حاصل کرنیوالیکو نوکری نہین دیتی ہے بلکہ
جس سند یافتہ امیدوار کو جس لائن مین داخل ہونا ہوتا ہے اوسکے لئے الگ امتحان لے لیا کرتی ہے۔
اوسپر بھی جب امیدوار کام پر مامور ہو جاتا ہے تو بہت ہی تھوڑی ہوتے ہین جو کام کے نکلتے ہین باقی اکثر
نکمے ہی ٹھہر جاتے ہین اور اونمین سے بہتونکو نکال باہر کردیا جاتا ہے۔ تو صاحبو! آپلوگ بھی
ایک قسم کی ڈگری تو حاصل کرچکے جو آیندہ امتحان کیلئے شرط تھی اب اس دوسرے امتحان کا وقت آتا ہے کہ
صبح سے شام ہی تک نہین بلکہ اتنی رات گذرنے تک وعظ و نصائح سننے اور اسقدر نئی نئی معلومات
حاصل کرنیکا آخر حاصل کیا ہوا کون کون سی نیکیان (چھوٹی سی چھوٹی ہی سہی اونکے) شروع کرنیکا
عہد محکم کیا گیا اور کون کون سے گناہ (بڑے سے بڑے ہی سہی اون) سے باز آنیکا اللہ تعالے سے
تازہ قول و قرار کیا گیا۔ انمین سے ایک امر کا امتحان تو ابھی ہوا جاتا ہے جبکہ مسلم ہال کیلئے چندہ
دینے کی پکار ہوگی کہ کون کون صاحب کسقدر دریا دلی صرف فرماتے ہین۔ فرمائین اور اور
باتونکے لئے آپ ہین اور آپ کی ساری زندگی۔

اسوقت مین آپ حضرات سے ایک سوال کرتا ہون ہر شخص اس سوال کے جواب دینے کا
مجاز ہے اور آج یہی میرا وعظ ہے۔

سوال

ہملوگ دو قسم کے بادشاہونکی رعایا ہین ایک بادشاہ مجازی یعنی دنیاوی بادشاہ کے
(جیسے ہمارے لئے ہماری مہربان برٹش گورنمنٹ ہے) دوسرے بادشاہ حقیقی یعنی دنیاوی و دینی بادشاہ
کے (جو سب بادشاہونکا بادشاہ خداوند عالم ذوالجلال والاکرام ہے۔)

صفات بادشاہ مجازی

کرنیکی قدرت ندارد۔ نہ تو کوئی کچھ ارادہ کر سکتا اور نہ جو ارادہ خدا نے پیدا کر دیا ہو اوسکو بغیر خداوندی حکم کے پورا کر سکتا ہے خود اپنا جینا مرنا تک بندیکے اختیار سے باہر ہے کوئی دانشمند لاکھ تدبیر نکالے مگر ایک مکھی اور مچھر تک بنانیکی سکت ندارد۔ اور ہم جو کچھ کسی دانا کی دانش کی جلوہ گری دیکھ رہے ہین وہ دانائی خود خدا کی عطا ہی اور ہر صنعت کی درستگی کے سامان کا ایک ایک ذرہ خدا کا ساختہ پرداختہ ہے۔ بندہ کو کسی دوسرے کو بادشاہ بنا دینے کی قدرت کجا یہان تو یہ مجبوری ہے کہ خود اپنی موجودہ بادشاہت کو باقی رکھنے کا بھی اختیار کسی دوسرے خود مختار بادشاہ کے اختیار مین ہے۔ بادشاہ مجازی خود ایسے بے قابو کہ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۔ جب بندونکے مرنیکا وقت آگیا تو پھر ایک ساعت بھی زیادہ جی سکتے اور نہ پہلے مر سکتے ہین۔ رعایا کی حفاظت کا یہ حال کہ نہ تو رعایا کی ضرورتونکی ہر وقت پوری پوری اطلاع اور نہ جسقدر خدا نے اطلاع فرما دی ہے اوسکے کافی بندوبست کی کوئی قطعی صورت۔ ایسی حالت مین ملک کی پوری خبرگیری اور ضرورت

صفات بادشاہ حقیقی

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اسمین کچھ شک نہین کہ حکم بس خدا ہی کیلئے ہے اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يَشَآءُ وَيَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ بیشک خدا جو چاہتا ہے حکم کرتا ہے اور جو کرنا چاہتا ہے کر گذرتا ہے اِذَا اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ خدا جب کچھ کرنا چاہتا ہے تو اتنا فرما دیتا ہے کہ ہو بس وہ ہو ہی جاتا ہے یہی دو حرف ک ن (کن) یا ہ و (ہو) فرما دیا اور جو کچھ چاہا پیدا ہو گیا ذرہ پیدا کرنا چاہا ذرہ پیدا ہو گیا ساتون طبق آسمان زمین سمندر پہاڑ سارے حیوانات وحوش طیور۔ درند۔ بہائم جن و انس سب کو ذرا چاہا اور سب دم کے دم مین معدوم سے موجود ہو گئے جس گدا کو چاہا بادشاہ کر دیا۔ جس بادشاہ کو جب چاہا گدا بنا کر چھوڑ دیا۔ وہ خدا واجب الوجود جسپر کبھی عدم کا گذر نہوا اور نہ آیندہ ہو سکتا ہے خلق کی محافظت مین ایسا گرم جسکی حد نہین جسکو خود فرماتا ہے اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ اللہ اوسکے سوا کوئی پوجے جانیکے لائق نہین وہ

صفات بادشاہ مجازی

کبھی دو صوب کی رفتار دیکھی۔ بندہ خود بیمار ہے اور طبیب سے
اپنی بیماری اور حالت دریافت کرتا ہے کیون نہو
وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ت اور تمکو
بہت ہی تھوڑا علم دیا گیا ہے ایسے بیخبر بندہ کو کسی بڑے
کو ادشہ والی باتونکی علم کی بابت صورت ہی کیا ہو سکتی ہے
بادشاہ مجازی بھی چونکہ بندہ ہی ہے اسکا بھی یہی حال ہے
ملکی نظام اور بادشاہ سلامت کی بیخبری کا یہ عالم ہے جو
مقرر کرتے ہین تو وہ خود بیچارہ بندہ بیخبر ہے دیکھتا
سنتا ہے کچھ اور سمجھ لیتا ہے اور کچھ۔ پھر اطلاع کرتا ہے کچھ
اور بادشاہ سلامت سمجھ لیتے ہین اور کچھ جو دوہری
اطلاع اور اپنی ناقص سمجھ ہے جو بات بات مین دو
بدل ہوا کرتی ہے ملکی انتظام کی بنیاد ہے۔ پھر ایسے منتظم
اور مدبر سے ملک مین امن و امان اور انصاف جسقدر قائم رہ سکتا
ہے وہ معلوم جیسا کہ ہر سلطنت کا حال اسکا گواہ ہے یہی سبب
ہے کہ ہر بادشاہ کو ہمیشہ ایک نئے قانون کی ضرورت ہوتی
ہے مگر پھر بھی یہان آتش دبی رکاسہ اور جسقدر یہان ہے وہ
بادشاہ حقیقی ہی کا خفیہ انتظام اور اوسکی مدد سے ہے۔

قدرت

بادشاہ مجازی کی قدرت کا یہہ حال ہے کہ بغیر
خداوند عالم کے حکم کے ایک ذرہ کو ادھر سے ادھر

صفات بادشاہ حقیقی

شَیْئٌ یَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْیُنِ وَ
مَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ ت بندونکی حالتون
مین سے کوئی حالت خدا پر چھپی ہوئی نہین ہے۔
خدا آنکھونکی چوریون اور دلون کے بھیدتک کو
جانتا ہے۔ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ
ت اللہ تعالے چھپی کھلی سب کو جانتا ہے۔
اِنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ت اسمین کچھ شبہ
نہین کہ خدا بڑا غیب دان ہے۔ کوئی بات کہین ہو
عرش پر ہو یا فرش پر خدا کے نزدیک دونون برابر
ہے وہ جیسا ساتون آسمانون کے اوپر عرش و کرسی
کے واقعات کو خود دیکھتا سنتا اور جانتا ہے اوسیطرح
سیاہ چیونٹی کے سیاہ پتھر پر اندھیری رات مین زمین
کی تہہ مین رینگنے کو دیکھتا ہے۔ اور رینگنے
کی آواز کو سنتا ہے اور اوسکی پوری
حالت کو جانتا ہے۔

قدرت

خداوند عالم کی قدرت کا یہہ حال ہے کہ فَعَّالٌ
لِّمَا یُرِیْدُ ت جو چاہے وہ کرے گزرنیوالا ہے

صفات بادشاہ مجازی

لاعلمی کی حالت میں حق بحقدار رسانیدن
ناممکن ہے اور جو کچھ ہے وہ محض خداوند کی
فضل وکرم اور اس شعر کا مصداق ہے

گاہ باشد کہ کودک نادان
بہ غلط بر ہدف زند تیرے

ہوشیاری

بادشاہ مجازی کی ہوشیاری وخبرگیری کا یہ حال ہے کہ خود اپنی درونی حالتوں تک کی خبر ندارد۔ خود اپنی حفاظت تک ناممکن۔ لاکھ حفاظت کرتے ہیں پرہیز کرتے ہیں مگر اپنی صحت تک برقرار نہیں رکھ سکتے بیمار پڑ جاتے ہیں ہلکی ہلکی غذا کھاتے ہیں اُسپر سے ہاضمہ کی چیزیں کھائے جاتے ہیں مگر بدہضمی سے جان بچنا دشوار ہے پھر ایسا مجبور بندہ دوسروں کی ضرورتوں پر نہ تو واقعی طور سے مطلع ہو سکتا اور نہ جسقدر مطلع ہوا وخبرگیری کرنا چاہے وہ ایکدم کیلئے بھی کرسکتا ہے بیچارے محافظین کی کمی اور غفلت کا وقت [illegible] عایا کیلئے اگر کوئی بادشاہ ہزاروں سپاہ رکھتا ہے [illegible] بادشاہ کہلاتا ہو محلہ بھر کیلئے دو ایک چوکیدار مقرر کردیئے پولیس وغیرہ کا انتظام اپنی بوجھ میں ڈھکیل دیئے

صفات بادشاہ حقیقی

مستحق کی تجویز میں نہ کسی سے راے لینے کی ضرورت نہ مشورہ کی حاجت اسلئے کہ مستحق رحمت یا غضب کیلئے اسباب استحقاق خود اُسی خداوند عالم کے پیدا کیے ہوئے ہیں وہاں مستحق وغیر مستحق اور اوسکے مراتب میں التباس وشک وشبہ ہو ہی نہیں سکتا۔

ہوشیاری

خداوند عالم کی ہوشیاری وخبرگیری کا یہ نقشہ ہے کہ ساری مخلوق ہر وقت اوسکے پیش نظر ہے سب کی ساری ضرورتوں سے وہ برابر باخبر [illegible] کبھی اونگھتا اور نہ تھکتا ہے جیسا کہ خود فرماتا ہے وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا اور خدا کو آسمان وزمین کی حفاظت تھکاتی نہیں ہر ہر نفس کی حفاظت کے لئے اپنی حکومت قاہرہ کی علحدہ علحدہ نگہبان ایسے ایسے مقرر کردیئے ہیں جنکو نگہبانی کے سوا کھانے پینے سونے اونگھنے پاخانے پیشاب تک کی ضرورت پیش ہی نہیں آتی جو دم بھر بھی غفلت ہو سکے إِن كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ
کوئی جان ایسی نہیں ہے جسپر کوئی نگہبان نہیں یعنی ہر بندے پر نگہبان موجود ہیں۔

صفات بادشاہ مجازی

مصلحت کیے موافق ملکی نظام کے جاری رکھنے اور ملک مین امن و امان قائم رکھنے کی صورت ہی کیا نکل سکتی ہے۔

تدبیر و اختیار

بادشاہ مجازی کی تدبیر اور شخصی اور ملکی ضرورتین کو پورا کرنیکے اختیار اور بیدار مغزی کا یہ حال کہ نہ آگے کی کچھ خبر نہ پیچھے کی کچھ اطلاع۔ جو کچھ ہے وہ اندھے کا نشانہ ہے۔ لگا تیر نہین تو تکا ضرورتین پیدا کی ہوئی خدا کے مختار باخبر کی اور رفع کرنا بیچارہ بندہ مجبور بیخبر کو اسکی صورت ہی سمجھ مین نہین آتی۔ وقوع مین آنا تو درکنار۔ رحمت کی چیزین جدا جیسے مال۔ ملک۔ خزانہ۔ سونا۔ چاندی۔ اور غضب کے سامان الگ جیسے توپ۔ بندوق۔ گولہ۔ باروت۔ زنجیر ہتھکڑی وغیرہ یہ الگ الگ رحمت و غضب کے واقعی مستحق کی کچھ خبر نہین بغیر دوسرے کے کہنے سننے راے زنی کے کچھ کرنے دھرنے کا حوصلہ تک غائب ایسی

صفات بادشاہ حقیقی

جیتا ہی سبکا تھامنے والا نہ کبھی جو اونگھتا نہ کبھی ہوتا جو کچھ آسمان و زمین مین ہے سب اوسیکا ہے۔ ایسا کون ہے جو اوسکی بغیر اجازت کے اوسکے پاس سفارش کرے اسپر ایمان لاؤ۔ کَرۡدُ لَایَؤُدُہٗ حِفۡظُہُمَا وَہُوَ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ۔ (ت) اور آسمان و زمین کے تھامے رہنے سے وہ ہرگز نہین تھکتا اور وہی سب سے اوپر اور سب سے بڑا ہے۔

تدبیر و اختیار

خداوندی تدبیر اور شخصی اور ملکی ضرورتونکو پورا کرنیکے اختیار اور بیداری کا یہ عالم ہے کہ آگے پیچھے کا علم خدا کو۔ ہر ذرہ پیدا کیا ہوا خدا کا۔ ہر شے کی ہر ضرورت پیدا کی ہوئی خدا کی جسکے لئے جس چیز کو چاہا ضروری کر دیا بس چیز سے جسکو چاہا مستغنی کر دیا جب جس چیز کو چاہا رحمت کر دیا جب چاہا اوسی عین رحمت کو عین غضب کر دیا جسن راحت بدن و غذا وغیرہ اسباب راحت کو جب چاہا گزند اور مضر کر دیا جب تک چاہا ہوا کو آگ کو پانی وغیرہ رحمت رکھا کہ بغیر اسکے زندگی نا ممکن ہے جب چاہا اوسی کو عذاب کر دیا ہوا کو طوفان کر دیا۔ آگ نے ملک کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ پانی کو ایسا امڈا دیا کہ تمام دنیا کو ڈوبا کر ناس کر دیا۔ رحمت یا غضب کے

صفات بادشاہ مجازی

ملک کی مصلحت کے خلاف اور رعایا دفعات
قانون کے لفظون کے ہیر پھیر مین ایسی
اولجھی ہوتی ہے کہ گورنمنٹ کی فراجداری
اور خوشنودی کے خیال کی گنجایش ہی
درمیان سے سرک جاتی ہے۔ کیونکہ رعایا
اگر خوشنودی کی رعایت سے کوئی کام
کرلی ہے تو قانونی مواخذہ مین آجاتی ہے
اور قانونی شکنجے مین پھنسکر اوس سے مخلصی
نصیب ہونے سے مایوسی ہوتی ہے اسلئے
رعایا بادشاہ کی اطاعت کے بدلے قانون
کی اطاعت مین سرگردان رہتی ہے۔ اور اس
سے ملکی انتظام مین سخت فتور رہتا ہے۔

نفاذ قانون

نفاذ قانون کا یہ عالم کہ جسپر قانون نافذ کیا گیا ہے
اوسپر کسیطرح پورا قابو ہی نہین ہے اوسکی
حیات بادشاہ حقیقی کے قابو مین۔ اس
گورنمنٹ مین نہ کسیکا آنا اسکے اختیار مین
نہ وہانسے نکلنا اسکے لائی حیات آسکے
قضا سے چلی چلے وہ اپنی خوشی نہ آسکے

صفات بادشاہ حقیقی

اور کسی دوسرے بندے کی حق تلفی ہوتی ہو اور حقدار
معاف نکرتا ہو تب۔ ورنہ بڑے سے بڑا گناہ
کفر شرک یعنی سرکشی و بغاوت تک بھی ایکبار نہیں
سوبار ہزار بار۔ لاکھ بار۔ ایک سچی توبہ اور
ندامت مین سب معاف۔ اصل اصول ساری
دفعات کا ایک یہی ہے۔ حاکم کی فرماںبرداری
اور رضاجوئی۔ جسکو یہ گوہر ہاتھ آگیا اوسکے
ہزارون لاکھون گناہ ہون نکو کبھی کوئی نہین پوچھتا
بلکہ گناہ خود نیکی کردئے جاتے ہین۔ جیسا کہ
فرمادیا اُولٰئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّئَاتِہِمْ
حَسَنَاتٍ یہ وہ لوگ ہین کہ اللہ نے
انکے گناہونکو نیکیونسے بدل دیا ہے۔ اور بمزید قدر دانی
ارشاد ہوتا ہے کہ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ
نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ
رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ کوئی بندہ ایسا ہوتا ہے
جو خدا کی رضاجوئی مین اپنی جان تک کو بیچ ڈالتا ہے
اور اللہ اپنے بندون پر بڑا ہی مہربان ہے۔ لیکن اگر
مالک کی خوشنودی اور رضامندی کا خیال نہین ہے
تو کیسی ہی عبادت کیون نہو سب پر پھٹکار ہے بلکہ
خود وہی مردہ نیکیان جہنم مین جانیکی باعث ہونگی

صفات بادشاہ مجازی

سے کردیا تو بڑے ہوشیار کہلائے۔ اور ان بیچارونکا
ہر ہر متنفس خود اپنی ذاتی ضرورتون مین ایسا
جکڑا ہوا کہ پناہ پناہ جب بھوک پیاس پاخانہ
پیشاب نیند۔ دکھ۔ درد کا غلبہ ہوا پس چلئے اب
اسکو اپنی قضائے حاجت سے کب فرصت ہو جو
کسیکی حفاظت کا خیال بھی قریب آنے پائے۔

جامعیت قانون

بادشاہ مجازی کے قانون دنیاوی مین کسکی
رعایت کہ اسکی ہر دفعہ رعایا کے فائدہ پر
مبنی ہو اور اوسکا نفاذ بھی ٹھکانے سے ہو
ہو ہی نہین سکتا کیونکہ ہر وقت و حالت کو مناسب
رعایا کی واقعی فائدہ کی باتونکا علم اور اوسکا
اسطرحپر نفاذ طاقت بشری سے خارج ہی اسلئے
دنیاوی قانون کی دفعات ہمیشہ رد و بدل
کئے جاتے ہین اور جسقدر رد و بدل ہوتے جاتے
ہین نامکمل ہی نظر آتے جاتے ہین اور پھر رد و
بدل کئے جاتے ہین۔ معانی تو تھوڑے الفاظ
بہت اور عجب طرحکا اولٹا پلٹا معاملہ ہو جاتا ہے
آسانی کی جگہ سختی اور سختی کی جگہ آسانی ہو ہی
جاتی ہو اور اقرار بلکہ ثبوت جرم کے بعد معافی

صفات بادشاہ حقیقی

اور وہ بھی ایسے ایسے مقدس اور ہمہ دان
نگہبان حضرات کہ سبحان اللہ سبحان اللہ۔ ق
اِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ
يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ۔ ت اور تمپر
نگہبان مقرر ہین بزرگ لکھنے والے جانتے
ہین جو تم کرتے ہو۔

جامعیت قانون

قانون آسمانی کی ہر دفعہ بندون ہی کے
فائدہ پر مبنی اور مجموعہ دفعات کی تعداد نہایت
قلیل اور کسی مین ناقابل برداشت سختی نہین آ
لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا
ت اللہ کسیکو اوسکی طاقت سے زیادہ تکلیف
نہین دیتا بلکہ قانون آسمانی آسانی ہی پر مبنی
ہین۔ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَ
لَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ت اللہ تملوگون
کے ساتھ آسانی چاہتا ہے سختی نہین چاہتا
ہان جرمونکی سزائین البتہ سخت ہین کیونکہ
امن و امان اسی پر موقوف ہی۔ وَلَكُمْ فِي
الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ۔ ت سزا بھی کب جبکہ مجرم
حاکم شرع کے مواخذہ مین گرفتار ہو جائے

صفات بادشاہ مجازی

رعایا کے حقوق متعلق اب بیچ بچا کر کسی بیچارے ایک مسکین رعایا کے لئے باقی ہی کیا رہ سکتا ہے۔ وہ بھی کتنون کے لئے۔ اسکا بھی بسا فقط حکم ہی صادر ہونے پایا تھا کہ وصول کے پہلے ہی ملک الموت اُس شخص ہی کو اُچک لے گئے۔ چلئے قصہ ہی پاک۔ اور نیز جبکہ رعایا کے مناسب حال وقت ضرورتون کے واقعی خبر ہی ندارد ہے تو پھر اُسکے لئے حق بھر انعام و بخشش کی صورت ہی کیا ہو سکتی ہے۔ سزا و جزا کے موہوم ہونیکے علاوہ جبکہ مدت حیات و عمر طبعی ہی آخرت کی حیات دائمی کے مقابلہ مین لاشے ہے۔ پھر اگر جزا و سزا نافذ ہی ہوئی تو آخر کتنے دن کے لئے۔

صفات بادشاہ حقیقی

فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان ت اگر تم زمین کے کنارون سے اور کہین نکل بھاگ سکو تو نکل بھاگو مگر نہ بھاگ سکو گے کیونکہ بھاگنے کے لئے جو زور درکار ہے وہ تمکو حاصل نہین جسکو جسطرح پر ہلاک کرنا چاہا ہلاک کر ہی دیا۔ قوم ثمود کو ایک بڑے زور کی کڑاکے سے برباد کر دیا کسی پر پتھر برسا کر نیست و نابود کر دیا کسیکو زمین مین دھنسا دیا۔ لوطؑ کی نافرمان امت کی بستی کو بالکل اولٹ کر اُسکا نشان تک باقی نہ چھوڑا۔ یہ سب ایسے کیون ملیامیٹ کر دئے گئے۔ اسکی وجہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے كُلًّا أَخَذْنَا بِذَنْبِهٖ ت سبکو ہمنے اُسکے گناہون کے سبب سے پکڑ لیا۔ اور کہین فرمایا كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيدِ ت سب نے رسولون کو

جھٹلا دیا بس میرا عذاب اونپر ٹوٹ پڑا۔ پانی جسپر انسانی زندگانی کا دارومدار ہے نوح علیہ السلام کی قوم کی نافرمانی پر اوسیکو ایسا طوفان کر دیا جس نے دنیا کو غرق کر دیا۔ اور پھر اونھین مین سے تن چند جو نوحؑ پر ایمان لائے تھے اونکو باوجود ایسے سخت طوفان کے بچا بھی لیا اور اونکی ذات سے دنیا کو از سر نو آباد کر دیا۔ اور عاد کی قوم کی قوم جو کہتی تھی مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ت ہم سے بڑا زوروالا کون ہے۔ ایک دن نے مخلوق جو نظر تک نہین آتی یعنی ہوا سے

صفات بادشاہ مجازی

نہ اپنی خوشی چلے۔ مزید بران بدعانا کو ایک سلطنت سے
نکلکر دوسری سلطنت مین جا بسنے کا
ہر وقت اختیار حاصل۔

سزا

سزا کا یہہ حال ہے کہ مجرم کے لئے جو سزا
تجویز بھی ہوئی۔ ہنوز اوسکا نفاذ شروع
بھی ہونے نہین پایا ہے کہ مجرم عالم بالا
چل چمپت۔ چلئے مقدمہ کی ساری تجویزین
بحث مباحثے۔ اوسکے متعلق کی ساری
زحمتین سب ہوا۔ ہر جرم کی سزا ایک
حالانکہ اُسکے مجرمونکی طاقت برداشت
مختلف۔ فرمائے کون انصاف ہے
مگر پھر کرنا کیا ہے۔

جزا

جزا کا وہی حال کہ پہلے بارشہے دنیا ہی
خود کیا ہے۔ پھر اسمین کتنے حصہ دار۔ ایسی
حالت مین خود سلطنت کے بادشاہ سلامت
کا حصہ ہی کتنا۔ اسمین سے اُسکی ساری

صفات بادشاہ حقیقی

ے کلید در دوزخ ست آن نماز پُر کہ بر رو مردم گذاری دراز

نفاذ قانون

نفاذ قانون ایسا مکمل کہ جسپر قانون کا جو دفعہ نافذ
کرنا چاہا اوسمین مجرم کے اختیار کر لینے یا نکرنے
یا اور کسی حیلہ وحوالہ کو کچھ دخل ہی نہین نہ مرنے
جینے پر موقوف۔ نہ کسی خاص سلطنت مین رہنے کی
قید جس دفعہ کو جس شخص پر جہان جسطرح نافذ کرنا چاہا
نافذ کر ہی دیا اسکے خلاف ہونیکا کوئی پہلو ہی نہین
کیونکہ إِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يَشَاءُ وَيَفْعَلُ
مَا يُرِيدُ ۔ اسمین کچھ شک نہین کہ اللہ
جو چاہتا ہی حکم کرتا ہے اور جو ارادہ کرتا ہے
کر ہی گزرتا ہے۔

سزا

سزا کا یہ عالم کہ جو سزا جس مجرم کیلئے تجویز
ہوتی فوراً اوسکا نفاذ ہو گیا۔ اب چاہو
اس عالم دنیا مین رہو یا عالم آخرت مین
چل بسو یا اور کسی سلطنت مین بھاگو
نہین سکیو دم بھر خدا کی ماتحتی سے مفر
نہین إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا
مِنْ أَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ

كَانَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ ۝ یہ شیطان کا قصہ تھا۔ خود بدولت حضرت دادا جان آدم ع کا حال
جنکی شان مین فرمایا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ ۝ یعنے آدم ع کو خود بنایا اور ہمنے
آدم ع مین اپنی روح پھونکی۔ تمام فرشتون سے انکو سجدہ کرایا۔ نعمت بھری ساری جنت انکے
حوالہ کردی۔ ہر جگہ آرام و آسایش کا پورا اختیار دیدیا ہر قسم کی چیز دیکے کھانے پینے کی عام
اجازت ہوگئی۔ تنہائی سے گھبرائے تو جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۝
انھین کی ذات سے انکا جوڑا پیدا کردیا تاکہ دلبستگی رہے اور یہ فرمان عطا فرمادیا کہ یا آدَمُ
اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۝ اے آدم
تو اور تیری بی بی جنت مین آباد رہو اور جنت کی چیزین خوب کھاؤ اور جہان چاہو رہو اور ساتھ ہی
یہ بھی فرمادیا کہ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ اور اس درخت
کے قریب پہنچنا نہین تو بے انصاف ہوجاؤ گے شیطان مردود کو بہکانیکا موقع ہی ملا۔ پھر کیا
تھا قسمین کھا کھا کر حضرت کو اوس ممنوع درخت مین سے کچھ کھلوادیا۔ پھر کہان تو وہ آدم ع کا اکرام
و احتشام اور کہان جنت کا خلعت تک اوتار لیا گیا اور بالکل برہنہ کردیے گئے حضرت جنت کے درختون
پناہ ڈھونڈھنے لگے مگر اب کون خود قریب آتا یا انکو آنے دیتا ہے۔ درخت بھی کنارہ کش ہوگئے۔
سچ ہے ع روز بد مین کب کسیکا ساتھ دیتا ہے کوئی * جب خزان آئی چمن سے دور پتا ہوگیا۔ اور
منادی کردیگئی کہ آدم نے میری نافرمانی کی اور میرا نافرمان میرے پڑوس مین نہین رہ سکتا۔ دادا جان
نے بہت آہ و زاری کی خوب گریہ و بکا کیا مگر اب ع کون سنتا ہے فغان درویش * قہر درویش بجان
درویش * آخر رحمت الٰہی غضب پر غالب آئی اور استغفار کے الفاظ خود تعلیم کیے تب بارے خدا
خدا کرکے قصور معاف ہوا۔ مگر یہ فرما کر ایک معین مدت کیلئے جنت سے اوتار ہی دیئے گئے کہ اِهْبِطُوْا
بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ
۝ اوتر جاؤ تم لوگ ایک دوسرے کے دشمن ہو اور ایک مدت تک تمکو زمین مین ٹھہرنا
اور کام چلانا ہے شیطان کا وہ سابق تقرب غور و عبرت کی نگاہ سے دیکھئے مگر ایک ہی عدول حکمی

ہلاک ہی کردیا۔ فرعون کو دریا میں ڈبا کر اوسکی سرکشی کو توڑ دیا۔ فَعَصٰی فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ؕ پھر فرعون نے رسول کی نافرمانی کی تب ہمنے اوسکو نہایت سخت پکڑنا پکڑ لیا۔ تمام عالم کو غور کر جاؤ جہاں دیکھوگے خدائی دھر پکڑ ہر جگہ جاری پاؤگے سارے جہان کے شفاخانونکو۔ جیلخانونکو۔ تمام کچہریونکو۔ شراب خانونکو۔ پاگل خانونکو چھان ڈالو اونکی رپورٹین پڑھ جاؤ۔ سب اپنی اپنی سرکشی اور نافرمانی کی مقدار سے خدا کی گرفتاری مین ہین کوئی اندھا کوئی لنگڑا کوئی لوطھا کوئی دیوانہ کوئی تپا ہا کوئی اور اور ہزارون طرحکے درد و الم مین مبتلا ہی۔ کوئی دربدر بھیک مانگتا پھرتا ہی کسی پر گرفتاری جاری ہی کسی پر دیوانی مین مقدمہ دائر ہی کوئی فوجداری کی مواخذہ مین گرفتار ہی۔ کوئی جیلخانون مین کولھو کا بیل بنا ڈنڈے کھا رہا ہی۔ کوئی مٹی کاٹ رہا ہی کوئی پائخانہ صاف کر رہا ہی۔ کوئی نشہ پیکر بدحواس ہوا پھرتا ہی اوسپر جوتیان پڑ رہی ہین کہین کوئی اوس بدحواس کی منہ مین کالک لگائے جاتا ہی۔ کیسی ذلت و خواری ہو رہی ہی اور اوسکو خبر تک نہین۔ کوئی خانہ جنگیون مین گھلا جاتا ہی۔ کوئی حسد کی آگ مین جلا بھنا جاتا ہی آخر یہ سب کیا ہوتا ہے۔ یہہ لوگ اپنی اپنی راحت و آرام کی چیزون سے راحت و آرام کے بدلے طرح طرح کی مصیبتین کیون جھیل رہے ہین سب اپنی ہی کرنی کرتوت کی جرم مین گرفتار ہین۔ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؕ جو مصیبت تمپر آتی ہے وہ تمھارے ہاتھونکی کمائی ہی اور خدا بہتونکو معاف کر دیتا ہی۔ وہان تعلّی و تفاخر کی بھنک سے ایسی سخت نفرت ہی کہ آدمؑ کی خلافت کی تذکرے مین فرشتون نے کہا۔ اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ کیا تو ایسے شخص کو زمین مین خلیفہ بنائیگا جو وہان فساد مچائیگا اور خونریزی کریگا۔ حالانکہ ہملوگ تیری خوبیان اور پاکیان بیان کرنیوالے موجود ہین۔ آتی ہی عیب گیری اور خودستائی کا نتیجہ یہہ ہوا کہ اسی خاکی آدمؑ کے آگے سارے نوری فرشتونکو سجدہ کا حکم دیدیا شیطان نے ذرا سرکشی کی تو فوراً تیغ توحید نے اوس سرکش کا سر ہی اوڑا دیا اور پردہ اوٹھا کر دکھا دیا کہ۔

وغیرہ وغیرہ کوئی دلی حسرت کی لہجہ مین یون آہ وزاری کرتا رہگیا۔ رباعی ؎ درد اکہ بعشق کوہ کاہ افتادہ ٭ معشوق دلی مورماہ افتادہ ٭ این واقعہ طرفہ براہ افتادہ ٭ درویش بعشق پادشاہ افتادہ۔

جزا

یہی عالم اسکی جزا کا ہی کہ ہر بھلائی کا صلہ دس گونہ عطا کرنا تو عام دستور ہے مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا۔ اور کسیکو سو گونہ بخشدیا کسیکو سات سو گونہ عطا کردیا کہین اس سے بھی زیادہ وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ۔ صبر کرنیوالیکو بے ٹھکانے جزا دیدی إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔ سبحان اللہ عنایت وکرم کی ہر وقت ایسی بھرمار ہو کہ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوهَا اگر اللہ کی نعمتونکو گننا چاہو تو نگن سکوگے۔ جود وکرم کا ایسا مزہ ہو کہ آپ پکار رہا ہی هَلْ مِنْ سَائِلٍ هَلْ مِنْ دَاعٍ هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ۔ کوئی مانگنے والا ہی؟ کوئی پکارنیوالا ہی؟ کوئی بخشش چاہنیوالا ہی؟ آمادہ کرتا رہتا ہو کہ خواہش کرتے جاؤ میرے پاس سب کچھ تمھارے ہی لئے تیار ہی نہ چاہو تو خود وہ تقاضا کرتا ہی کہ ضرور چاہو اور جلد چاہو اور سب کچھ چاہو اسپر بھی مانگنے والے سستی کریں یا نگیں تو بن مانگے دینے لگ جاتا ہی۔ صاحبو! ہملوگ آنکھ کان ہاتھ پانون دل ودماغ ایسی ایسی نعمتین ماں کے پیٹ سے لیکر جو دنیا مین آتے گئے ہین تو فرمائیے کسی نے انمین سے پیدائش کے قبل کچھ بھی مانگا تھا۔ سبحان اللہ کیسا داتا ہی بن مانگے میری ضرورتونکے سارے سامان ایک ایک کرکے پہلے ہی مہیا کردیتا ہے۔ واہ مالک واہ۔ بادشاہی تجھی کو لائق ہی۔ صاحبو! سوچو۔ رباعی۔ ہر کہ ناخواستہ عطا بخشد ٭ گر تو خواہش کنی چہا بخشد ٭ بادشاہی ہست کو اگر خواہد ٭ ہر دو عالم بیک گدا بخشد ٭ ایک ایک ضرورت کو رفع کرنے کے لئے سو سو راہین نکال دین۔ ایک ایک مرض کیلئے ستر ستر دوائین پہلے سے پیدا کردین۔ ضرورت کا پیدا ہونا شرط ہی سامان غور کرو تو پہلے سے تیار اسیکو مولانا روم فرماتے ہین ؎ آب کم جو تشنگی آور بدست ٭ تا بجوشد آب از بالا و پست ٭ جسکے لئے جو جزا جو نعمت مقرر کردیگئی ہے ناممکن ہی کہ وہ اوسکو حق بجز حصول نکرلے اور جو بظاہر اپنی نعمت مال و دولت

اُسکو کیسا راندۂ درگاہ کردیا۔ حضرت یونسؑ کی قوم جب اپنے پیغمبر کے حکم پر قائم نہوئی تو اسلئے اوپر خدا
کا غضب آنیوالا تھا۔ یونسؑ خدا کے غضب کے ڈر سے اپنی نافرمان قوم پر غصہ مین بھرے ہوئے اونکو چھوڑ
چھاڑ کر بھاگ نکلے حکم الٰہی کا انتظار نکرنا خدا کو ناگوار ہوگیا بس کہان تو پیغمبری کا وہ اعزاز کہان
ذراسی چوک پر قید تنہائی کا حکم جاری ہوگیا۔ وہ بھی کہان کہ مچھلی کے پیٹ مین۔ وہ بھی کہان کہ سمندر
کی تہ مین۔ معاذ اللہ حضرت تو پیغمبر ہی تھے آپکی سرکاری فراجداری کا کیا پوچھنا ہو بس انھون نے
بھی (لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ت الٰہی تیرے سوا
کوئی پوجنے کے لائق نہین تو پاک ہو بیشک ہمنے اب اپنے اوپر ظلم کیا) کی رٹ لگادی تب کہین
”فَلَوْلَا اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ت
پھر اگر یونس اللہ کی پاکی بیان کرنیوالا نہوتا تو وہ مچھلی کے پیٹ مین قیامت تک قید رہتا“ فرما کر
نجات بخشی اور فرمادیا وَكَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ت اور ہم یون ہی مومنونکو نجات
دیتے ہین۔ غور سے دیکھئے تو صاف جھلکنے لگتا ہو کہ اس دار وگیر دھر پکڑ کی کارروائی ہر کے مناسب حال
کم وبیش ہر وقت تمام عالم مین پھیلی ہوئی ہو جسکو چاہا عذاب کرکے دم بھر مین رہا کردیا جسکو چاہا
کسی مدت تک عذاب مین قید کر رکھا جسکو چاہا دائم الحبس کر دیا۔ پھر اب تو اوسکو نہ دنیا مین
چین نہ آخرت مین آرام۔ خدا کا مجرم نہ کہین اوسکی خدائی سے باہر بھاگ سکے نہ کہین اوس سے الگ
چھپ کر ایکدم بھی اوسکے عذاب سے رہا ہوسکے نہ جیتے جی بچ سکے نہ مر کر نجات پاسکے۔ بے نیازی
کہ اگر وہ تمام عالم کے ایک ایک مسلمان تک کو دوزخ مین خالدًا مخلّدًا جھونک دے تو وہ خود
فرماتا ہو کہ لاابالی۔ مجھے ذرہ برابر بھی اسکی پروا نہو۔ یہ تہدید گر برکشد تیغ حکم۔ بمانند کروبیان
صم وبکم + صاحبو اسی لاابالی پنے نے سمجھ ارون کی کمرین توڑ رکھی ہین۔ اونکے پتے پانی کردئے ہین اونکے
دلونکے چین کو آگ لگادی ہو انکی آنکھونکی نیندین اوچاٹ دی ہین انکے دلونکو کباب کر رکھا ہو
کیسے کیسے جلیل القدر صحابہ رضؓ سے ایسی ایسی آرزوئین کرائین کہ کوئی فرماتا ہے آہ کیا خوب ہوتا
جو میری ماں نے مجھکو نہ جنا ہوتا۔ کوئی فرماتا ہے کاش مین درخت ہوتا اور لوگ مجھو کاٹ ڈالتے ہوتے

تعلیمگاہین قائم ہوئین مکتبین نئے آئے اور پہلا بول بسم اللہ الرحمن الرحیم کہلایا گیا۔ تمام انجمنین
جگمگا رہی ہین واعظین ممبرون مسجدون انجمنون مین اور گلی گلی کوچہ بکوچہ بازارون مین۔
میلو مین۔ ہر جگہ گھٹ مین اللہ کا گیت الاپ رہے ہین اور سبکو بڑی بڑی امیدین دلا دلا کر ڈرا
ڈرا کر دلو مین رعب بٹھا بٹھا کر اللہ کیطرف بلا رہے ہین خدا کے گھر یعنی مسجدین ہر جگہ اپنی طرف پکار
رہی ہین موذن میذنون پر اوسکو پکار رہے ہین اور روزانہ پانچ پانچ وقت اذان مین
اسلامی پورا وعظ للکار رہی ہین۔ مذہبی کتابونکے کیسے کیسے ترجمے کیسے کیسے تفسیرین رسالے نکل رہے
ہین مناظرہ کا بازار گرم ہے۔ اہل مطابع قانون آسمانی یعنی قرآن شریف کو کس کس ڈھب سے نت نئی نئی
اوپچ کے ساتھ دلچسپ عنوانون سے چھوٹے بڑے پیمانون پر جلی وخفی قلم سے منقش وسادہ لاکھون
کرورون چھاپے جاتی ہین۔ قرآن شریف حدیث وفقہ وعقائد کی اسلامی کتابونکے درس مین پیچھے لاکھون
مدرسین اپنی عمرین قربان کر رہی ہین۔ احکام شرع ایسے آسان جسکے سیکھنے اور برتنے مین کوئی دقت
نہین غافلون اور نافرمانونکی پکڑ ایسی سخت کہ معاذ اللہ معاذ اللہ۔ اللہ کیطرف رجوع کرنیوالون
کیلئے امید بخشایش ایسی وسیع کہ سبحان اللہ سبحان اللہ۔ سزا وجزا گہری ایسی کہ جسکے لیے
موت وحیات دونون برابر نہ آسکے نہ عذاب سے کبھی نجات کی کوئی صورت اور نہ اوسکی بخشش
وکرم کے تمام ہوجانیکا کبھی کھٹکا۔ مذہب اسلام کچھ ایسے گہرے اصول پر خود قائم جسکو خیال
کرکے دل بیساختہ بول اوٹھتا ہے ؎ کبک نہین پھیلیگی عالم مین مہک تیری؛ گھر گھر لیے پھرتی ہے
پیغام صبا تیرا۔ بادشاہ حقیقی کے صفات اور اوسکی اطاعت کی کوششونکا مختصر سا سمان
دیکھا آپ بادشاہ مجازی کی صفات اور اسکی اشاعت کی حالت پر نظر فرمائیے۔ بادشاہ مجازی
کے علم وقدرت وتدبیر مین سخت نقصان اور شخصی اور ملکی کسیطرح کی ضرورتونکی پوری اطلاع
کی بھی کوئی صورت نہین پھر اوسکو پورا کرنیکا کمال نسیاں کے کچھ معنی ہی نہین۔ ہوشیاری
جیسی سلطنت کو درکار ہے وہ مجبور بندہ کی شان ہی سے دور ہے۔ جامعیت قانون
مین ایسا نقصان کہ قانونی دفعات کس کسطرح قیود وشروط کی زنجیرون مین جکڑے جاتے ہین

سے فائدہ مند ہونا نظر نہیں آتا وہ نعمت مال و دولت اوسکے لئے ہرگز نہیں ہے وہ اور کسیکے
نصیب کی ہے یہ شخص فقط اوسکا محافظ اور خزانچی ہے جیسے خزانہ پر کا سانپ ورنہ یہان کا
تو ایسا سخت انتظام ہے کہ رسول اللہ صلعم فرماتے ہین لَنْ تَمُوْتَ اَحَدٌ حَتّٰی یَسْتَکْمِلَ
رِزْقَہٗ ؂ کوئی جان کبھی مر ہی نہیں سکتی تاوقتیکہ اپنے نصیب کے دانونکو ایک ایک دانہ کرکے
اور اپنے نصیب کے پانی کو ایک ایک قطرہ کرکے وصول نہ کرلے۔ قدردانی کا یہ حال ہے کہ مجرم صدسالہ
نے بھی اگر ذرا دیدۂ گریان کیلئے نیازمندانہ سر جھکا دیا اور سچی توبہ کرلی تو اوسکے صدسالہ کفر و شرک و بدعت سب
معاف۔ بے نیاز ایسا کہ اگر تمام عالم کے ایک ایک کافر کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جنت مین داخل
کرے تو وہ خود فرماتا ہے کہ لَا اُبَالِی مجھے ذرہ بھر بھی پروا نہین ؂ اگر در دہر یک صلاے کرم ؛
عزازیل گوید نصیبے برم ؛ صاحبو! یہی ایک بہت بڑی ڈھارس ہے جو کسی حال مین ناامید
ہونے نہین دیتی اور جو ہر وقت ٹوٹی کمر ونکو سہارا دئیے ہوئے ہے۔ ؂ این ہست جائے فکر کہ در
موقف جلال ؛ نومیدتر کسے بود امیدوارتر ؛ کبھی نشۂ امید رحمت کا سرور بڑھتا ہے تو مومن بہت
سُریلی دھن مین الاپنے لگتا ہے ؂ چون مغفرت ہست عدہ حضرت او ؛ از کردہ گناہ خود چہ
باک ہست مرا ؂ کہ جوش قہر تو مغفرت رحم مین آگیا ؛ ثابت ہوا گناہ نکرنا قصور تھا ؛ دیکھا تو ہر طرح سے
بندہ قصوروار تھا تختہ گناہ ترحم و فور تھا ؛ الحاصل بادشاہ حقیقی کا علم و قدرت و تدبیر اور ملکی
و شخصی ہر قسم کی ضرورتونکو پورا کرنیکا کامل اختیار۔ ہوشیاری۔ جامعیت۔ قانون۔ نفاذ قانون پر پورا
قابو۔ سزا و جزا ہر صفت ایسی شدید اور کامل اسپر اوسکی اطاعت کی کوشش ایسی بلیغ کہ ازل ہی مین
ایک ایک متنفس سے اقرار لے لیا گیا کہ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کیا مین تملوگونکا پروردگار نہین اور
سبنے بالاتفاق کہا بَلٰی کیون نہین آپ ہمارے پروردگار ہو تو بیشک ہملوگونکا پروردگار ہے۔ ادھر
بچہ پیدا ہوا اور اوسی وقت سے اوسکے کانون مین خدا کی آواز پھونکنی شروع کردیگئی یعنی کانون مین
اذان و اقامت کہی گئی۔ زبان کھلی اور اللہ کے نام کی تعلیم جاری ہوگئی۔ ائین پڑھ مائین کس
اپنے دھن مین لگی ہین کہ بچے کو کسیطرح اللہ و رسول کا کلمہ آجائے ہر ہر جگہ چھوٹی بڑی

آگے اپنا سر اطاعت جھکا دیتا ہے۔ چونکہ میں اپنے دلکو اپنے بادشاہ مجازی کی اطاعت کی بارے مین
ایسا ہی پاتا ہون اسلئے میرا خیال ہے کہ شاید بلکہ یقیناً آپ سب حضرات کے دلون مین بھی اپنی
مہربان گورنمنٹ کے احکام کی قبولیت ضرور ایسی ہی پر زور ہوگی۔
خداوند عالم کی پکڑ دھکڑ جسقدر پہلے مذکور ہوئی یہ خدا کے قہر مین سے ایک خفیف حصہ کی
جھلک ہے اگر اسکے سارے قہر و غضب کے حصے کسی من پر بھی کھول دئے جائین تو کوئی مومن اپنی
نجات کا امیدوار نرہیگا کہ جسکا بادشاہ ایسا قہار و جبار و متکبر و غیور و بے نیاز ہوگا اوسکے بندے
کیونکر بخشے جائینگے۔ صاحبو ہوشیار رہو اور یاد رکھو عامل چار قسم کے ہوتے ہین (۱) لوگونکے
نزدیک مومن اور اللہ کے نزدیک بھی مومن جیسے انبیاء اور اونکے اتباع (۲) لوگونکے نزدیک کافر
اور اللہ کے نزدیک بھی کافر جیسے فرعون و قارون و ابوجہل وغیرہ (۳) لوگونکے نزدیک مومن اور اللہ کے نزدیک
کافر جیسے منافقین (۴) لوگونکے نزدیک کافر اور اللہ کے نزدیک مومن جیسے وہ لوگ جو ابھی
بظاہر کافر ہین اور اونکا اسلام ابھی چھپا ہوا ہے مگر تقدیر الٰہی مین اونکا اسلام ظاہر ہو جانیوالے
ہین۔ جیسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرف باسلام ہونیکے پہلے بظاہر کفر مین ایسے اشد تھے کہ جب
اونھون نے سنا ہے کہ انکی بہن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائین اور مسلمان ہوگئین تو
اللہ اللہ یہ تو اپنی بوجھ مین نہایت غضب مین چلے ہین کہ بس اسلام لانیکے جرم مین بہن کا خاتمہ
ہی تو کر دیتا ہون اور ادھر فرشتے اونکے لئے راستہ صاف کر رہے ہین کہ ہٹو بڑھو اللہ کا پیارا آتا ہے
یہانتک کہ یہ حضرت اپنی اسی جوش و غضب مین بہن تک پہونچے وہ بیچاری مار ڈر کے چھپ گئین
عمر رضی اللہ عنہ نے بہن کے یہان سورہ طٰہٰ پڑھنے کی آواز سنی چند آیتونکا سننا تھا کہ وہ چھپا
ہوا ازلی ایمان کا نور ایکبارگی چمک اوٹھا اور ظاہر کفر کا نجس لباس ایمان کے خلعت فاخرہ
سے بدل دیا گیا پھر تو ایسے مومن کامل نکلے جنکی ذات بابرکات سے اسلام کو اعزاز حاصل ہوا۔
سبحان اللہ ۵ تم جسے چاہو چڑھالو سر پہ ۞ ورنہ یون دوش پہ کاکل ٹھہرے شیطان کو ملاحظہ
فرمائیے کہ پہلے کیسا مومن معلوم ہوتا تھا مگر اصل مین تو تھا کافر جب عبودیت کی جانچ کا

مگر مقصود و قید مین نہین آتا اور ہمیشہ اوسکی ترمیم و تنسیخ کا سلسلہ جاری رہتا ہی۔ نفاذ قانون
کا ایسا شخص بے بار دم ہی کیا بھر سکتا ہے جسکی خود اپنی جان یا جسپر قانون نافذ کرتا ہی اوسکی
جان نفاذ حکم تک بھی اوسکے بس مین نہو۔ سزا و جزا کا وہ حال جنکو پہلے سن چکے باوجود
ایسے سخت ضعف و نقصان کی بادشاہ مجازی کی قانون کو سختی کے ساتھ پابندی کرتے رہتے ہین
کی ہدایتونکا کہین کوئی صیغہ کوئی محکمہ کہین کوئی تعلیمگاہ تک ندارد کوئی ماں کوئی باپ اپنے
اکلوتے بیٹے کو لڑکی کو کبھی ہدایت کرنیکی ضرورت نہین جانتا کہ بیٹا خبردار اپنے بادشاہ مجازی کی
قانونکو خوب سختی کے ساتھ پکڑے رہنا کبھی کسیوجہ سے کسی محکمہ کے کسی قانون کی کسی ایک
دفعہ کو بھی ہرگز ہرگز خلاف نکرنا۔ صاحبو چونکہ میرے باپنے مجھے کبھی اسکی تعلیم و تاکید نہین
فرمائی اور نہ مین جن جن لڑکونکا باپ ہون کبھی مین نے اپنے کسی لڑکے کو ہدایت کرنیکی
کی ضرورت خیال کی۔ اور نہ کبھی کسی دوسرے کو ایسی ہدایت کرتے سنا۔ اسلئے مین خیال کرتا ہون
کہ آپ جتنے حضرات یہان تشریف فرما ہین آپلوگونکو بھی کبھی کہین اس بات کی تاکید نہین
کیگئی ہوگی اور نہ اسکے لئے کہین کوئی انجمن قائم ہے نہ کہین ہفتہ واری یا ماہانہ یا سالانہ
جلسہ ہوتا نہ پرچہ نکلتا نہ اسکی ترغیب و تحریص مین کوئی رسالہ یا اشتہار یا پمفلٹ یا اور کسی قسم کی
تحریر نکلتی رہتی نہ بادشاہ مجازی کبھی کسی رعایا سے اس بات کا زبانی قول و قرار لیتا ہی ساتھ
اسکے مین ہر ہر شخص کو جو غور سے دیکھتا ہون اور مین خود اپنی کلیجہ پر ہاتھ رکھتا ہون تو پاتا ہون
کہ ہر اک لائق اور سمجھدار رعایا کا دل بادشاہ مجازی کی ہر ہر محکمہ کے ہر ہر قانون کی دفعہ کو ایسا قبول کئے
ہوئے ہے اور مضبوط پکڑے ہوئی ہی کہ اپنی آخر عمر تک اگرچہ وہ صدہا برس کی کیون نہو جائے سرکشی سے
کسی ایک حکم کی بھی عدول حکمی کر گذرنیکا ہرگز ہرگز ارادہ تک نہین کرتا۔ بلکہ اگر مبادا اوس سے
بہ تقاضای بشریت قانون کی کسی حکم کا خلاف سرزد ہوجاتا ہی تو وہ سنجیدہ دل سے نادم اور اپنے
کو بادشاہ کا مجرم اور قصوروار یقین کرتا ہی اگر اوسپر اوسکی سزا ہوتی ہی تو وہ اپنے کو مستحق سزا پاتا ہی
اور بادشاہ کا عین انصاف سمجھتا ہی اور اوسپر راضی رہتا ہی اور بادشاہ کی اس حکم و سزا کے

نزدیک معصیت۔ جیسے منافقین کی اعمال (۴) بظاہر معصیت اور اللہ کے نزدیک طاعت
جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معیت کی وقت حضرت خضر علیہ السلام کے تینوں کام جو سورہ کہف مین مذکور ہین
تو صاحبو جبکہ آدمی کی اعمال چار طرح کے ہین تو تم ہی بتاؤ کہ ہم اپنے مومن ہونے پر کیونکر مطمئن
ہو بیٹھین اور اوروں کے کافر ہونیکے خطرہ سے کیونکر نہ ڈرین جو اسوقت بظاہر مومن ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کافر
مرے اور جو اسوقت بظاہر کافر ہی ہو سکتا ہے کہ مومن مرے الٰہی رحم کیجیو الٰہی رحم کیجیو۔ اس تذکرہ کے
ساتھ یہ بھی عرض کر دینا ضرور ہے کہ یہہ بڑے دھوکے کی جگہ ہے یہان شیطان کو بہکانیکی بڑی
گنجایش ہے آدمی جب اس میدان مین چکر کھانے لگتا ہے تو شیطان اوسکو بہکاتا ہے کہ جب یہہ
حال ہے تو خبردار کسیکو برا نہ کہنا چاہئے وہ کیسا ہی گناہ کرتا ہو کسیکی برائی پر اوسکو ملامت نہ کرنا
خدا ہی جانے کون کیسا ہے سب کو خدا پر چھوڑو اور الگ تھلگ چپ چاپ آنکھ زبان بند کر
بیٹھے رہو۔ بھائی یہ بات جو شیطان نے ظاہر مین ٹھکانیکی کہی ہے درحقیقت اسمین تم
مین نے ہر کو ٹھا کوٹ کر بھر دیا ہے یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا دروازہ ہی بند کر دینا چاہتا ہے۔
خبردار کبھی شیطان کے ایسے دھوکہ مین آکر اس دھوکے سے بندگان الٰہی کو اونکی زبون حالتون مین
مین مبتلا چھوڑ چھاڑ کر کفر و اسلام کا فرق و مومن سب کو برابر سمجھکر چپ چاپ نہ ہو بیٹھنا۔ یارو
خبردار تم اس دھوکہ مین نہ آجانا یاد رکھو کسیکی نسبت دوزخی و جنتی کا فیصلہ کر بیٹھنا یا کسی عمل کو عند اللہ
مقبول یا مردود کہہ بیٹھنا یا اپنے کو پاک دوسرے کو ناپاک ٹھہرا دینا اور بات ہے اور خداوندی حکم کی تعمیل
کہ جسکو ہم شرعی اصول کے روسے کفر و شرک و بدعت و ضلالت جانتے ہین اور اسمین کسیکو مبتلا دیکھیں
اوسکو ناصحانہ طور پر دردمندی کیساتھ ڈر ڈر کر سمجھا سمجھا دینا اور گناہ مین پھنسے رہنے والونکی
بری صحبت سے خداوندی حکم سمجھکر دور بھاگنا اور اونکی نافرمانی کی پلیدی سے محفوظ رہنے کیلئے
حسب منشاء قانون خداوندی الگ رہنا نہایت ضروری بات ہے ورنہ اگر اسکو چھوڑ بیٹھے
اور سب صاف باتیں پھیری سمجھ لیا اور اپنی بساط دانش بھر خدا کو دوست و دشمن کے درمیان
محبت و عداوت رکھنے مین فرق نہ رکھا تو اس مداہنت پر دوسرا قہر الٰہی ٹوٹ پڑیگا تمکو جسوقت

وقت آگیا تو اوسپر سے تابعداری کا چند روزہ پردہ اوٹھہ گیا اور وہ جیسا کافر تھا سب پر ظاہر
ہوگیا اسیکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ "آدمی ماں کے پیٹ ہی مین رہتا ہے کہ فرشتے
آکر بحکم خدا اوسکے عمل اور موت اور روزی اور اوسکا مومن یا کافر ہونا لکھ جایا کرتے ہین تب
اوسمین روح پھونکی جاتی ہے۔ خدا کی قسم بعض آدمی نیکی کرتے کرتے جنت سے ایک ہی ہاتھ دور
رہجاتا ہے پھر جو کہین بدنصیب لکھا ہوتا ہے تو آخر کار جہنمیون کے عمل کرنے لگتا ہے اور جہنم مین
ڈالدیا جاتا ہے اور بعض آدمی برائی کرتے کرتے جہنم سے ایک ہی ہاتھ دور رہجاتا ہے پھر جو کہین
خوش نصیب لکھا ہوتا ہے تو آخر کار جنتیون کے عمل کرنے لگتا ہے اور جنت مین داخل کردیا جاتا ہے"
اسی لئے بزرگون نے فرمایا ہے سہ بیرون گور لاف کرامت چہ میزنی ٭ ایمان اگر بگور بری صد کرامت
است ٭ دنیا مین اللہ تعالے کے عجب عجب پردے ہین جنکو وہی خوب جانتا ہے کہ کون حقیقت مین
کیا ہے اور اسوقت وہ کیا دکھائی دے رہا ہے۔ کتنے تو واقعی مومن ہین اور کافر دکھائی دیتے
ہین۔ کتنے واقعی کافر ہین اور مومن نظر آرہے ہین۔ صاحبو! جبکہ یہہ معاملہ ہے تو ہمین کیا خبر ہے
کہ ہم اسوقت اپنی سمجھ مین یا خلق کے نزدیک کیا سمجھے جا رہے ہین اور عند اللہ ہمارا کیا حال ہے؟
صحابہ رضی اس ڈر سے بدحواس رہتے تھے کہ مبادا ہم بھی کہین منافق تو نہین ہین۔ ہمارے اسوقت
کے اسلام کے دعوے یا اسلامی اعمال منافقونکے سے تو نہین ہین۔ کہین ایسے یہ اسلامی لباس اوتر کر
چھپا کفر ظاہر ہو جانیوالا تو نہین ہے۔ کوئی شخص اس بات کا یقین نہین کرسکتا کہ وہ عند اللہ
کس نمبر مین داخل ہے حقیقت مین یہ عجب راز سربستہ ہے نہ کوئی کسی ظاہری مومن کو عند اللہ
قطعی مومن و جنتی کہہ سکتا نہ اسوقت کے کسی ظاہری کافر کو عند اللہ قطعی کافر و جہنمی کہہ سکتا ہے
اسی خوف و رجا مین پڑے رہنا کمال اسلام ہے اور یہی آدمی کو سیدھا رکھنے والا رستہ ہے
عمل کرنیوالونکی طرح اونکے عملون کی بھی چار قسمین ہین۔ (۱) بظاہر طاعت اور اللہ کے نزدیک
بھی طاعت جیسے انبیاء اور اونکے اتباع کے اعمال (۲) بظاہر معصیت اور اللہ کے نزدیک
بھی معصیت جیسے قارون و فرعون و ابوجہل وغیرہ کے اعمال (۳) بظاہر طاعت اور اللہ کے

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ ط وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ
ت جسنے ذرہ برابر بھی بھلائی کی اوسکا بدلہ دیکھ لیگا اور جسنے ذرہ برابر برائی کی اوسکا بدلہ دیکھ لیگا اور ساتھ اسکے بھی امر ذہن نشین رہے کیونکہ بہت ہوتا ہے کہ بندہ نے کسی کام کو اپنے خیال کے مطابق اچھا سمجھکر کیا مگر مالک کو نہایت درجہ کا ناپسند ہوگیا اور اوسنے سزا کردی اور کبھی بندہ اپنی بوجھ مین کوئی ہلکا سا کام کرگذرتا ہے جسکی اوسکے نزدیک کچھ قدر وقعت نہ ہوگی اوسکو کچھ سمجھتا بھی نہین مگر چونکہ مالک کی مرضی کے مطابق وہ کام ہوجاتا ہے بس مالک ایسا خوش ہوجاتا ہے کہ اوسکو بہت کچھ انعام و اکرام عطا فرمادیتا ہے اسی بنا پر بندگی و غلامی کا کمال مالک کی مزاج شناسی ہے جو بندہ جسقدر اپنے مالک کا مزاج شناس ہے وہ اوسیقدر قابل قدر ہے جسکی ترقی کی معراج یہانتک ہے جاتی کہ ایسے مزاج شناس و وفادار بندہ کے گناہ بھی نیکی کردئے جاتے ہین اُولٰئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّئَاتِھِمْ حَسَنَاتٍ ط اور جو کہین خوش قسمتی سے غلامی کے درجہ سے اور ترقی کرکے محبت کے درجہ تک پہونچگئے پھر کیا پوچھنا ہے تب تو ایک گناہ کیلئے محبت کی خوبیان خود اوسکی شفیع بنجاتی ہین ؎ اِذَا الْحَبِیْبُ اَتٰی بِذَنْبٍ وَّاحِدٍ ، جَاءَتْ مَحَاسِنُہٗ بِاَلْفِ شَفِیْعٍ

ت جب دوست سے کوئی خطا ہوجاتی ہے تو اوسکی ادائیں اور خوبیان خود ہزارون سفارش کرنیکو تیار رہتی ہین۔ بخلاف اوس بدنصیب غلام کے جسمین اپنے مالک کی درباداری کی قابلیت اور اہلیت ہی نہین ہے وہ اپنے مالک کا مزاج شناس نہین ہے اس بے ادب کی ظاہر کی فرمانبرداری بھی بدترین نافرمانی ہے ؎ مَنْ لَّمْ یَکُنْ لِلْوِصَالِ اَھْلًا ، فَکُلُّ اِحْسَانِہٖ ذُنُوْبٗ +
جو شخص دربار کے لائق نہین ہے اوسکی کل بھلائیان بھی گناہ ہین۔

حضرات آپلوگون نے دونون بادشاہ حقیقی اور مجازی کے متعلق کچھ کچھ حالات سن لئے اب سوال یہ ہے جو مجھے اپنی اس طولانی تمہید سے مقصود ہے کہ اسکی کیا وجہ ہے کہ ہم مسلمان بغیر کسیکے سکھائے پڑھائے اور ترغیب و تحریص کے اپنے بادشاہ مجازی کے (جو خود ایک مجبور محض بندہ ہے) سارے محکمہ کے قوانین کی ہر ہر دفعہ کی تعمیل کیلئے دل سے تلے رہتے ہین جیسا کہ وفادار رعایا کی شان ہے

جو حکم ہو بیچون و چرا اوسکی تعمیل مین کوشش کرو اور پھر اوسکا پیشنہ رہو کہ خدا ہی خیر کرے جو اوسکی نہایت
یہ کام ٹھیک طور سے انجام پایا یا کچھ کمی بیشی ہو گئی - غرض ہر کام خدا ہی کیلئے کرو اور خدا کے
کسی حکم مین جان بوجھکر قصدا نہ زیادتی کرو اور نہ کمی ہونے دو - ہر کام اور ہر وقت و ہر حالت
سے خدا ہی کو مقصود رکھو - تو تم ہر حال مین انشاء اللہ اپنے محبوب کا جلوہ دیکھو گے - حکم ہوتا ہے
کہ اپنے کو تمام جہان سے بدتر سمجھو پس ضرور بالضرور بدتر سمجھو - کیونکہ جسقدر خداوندی حقوق کو ادا کرنیکے
تم ذمہ دار ہو اوسکے کما حقہ انجام نہ پانیکا حال تم خود یقینی جانتے ہو - اور دوسرونکی حالتون
سے تم پوریطرح واقف نہین ہو - کیونکہ ہم اپنی برائی پر آپ شاہد و گواہ ہین اسلئے وہ یقینی ہے
اور دوسرونکے نامعلوم احوال پر کم سے کم کوئی یقین نہین کیا جا سکتا تب بھی اپنی ہی برائی کا
پلہ بھاری رہا - کہا جاتا ہے کہ اپنی ذات سے دوسرونکو اچھا سمجھو پس ضرور سبکو اسی سابق دلیل سے
اچھا سمجھو - ارشاد ہوتا ہے فرمانبرداروںکا ساتھدو نافرمانونسے الگ رہو - ضرور فرمانبرداروںکا
ساتھدو اور نافرمانون سے الگ ہو جاؤ - غرض جب جیسی مرضی پاؤ بیچون و چرا اوسکی تعمیل کیلئے
سر جھکا دو - ہست سلطانی مسلم مر و را ؛ نیست کس را زہرہ چون و چرا ؛ یہی صراط مستقیم مشکل
راہ ہے یہان اکثر لوگ افراط یا تفریط مین گمراہ ہوگئے ہین - صاحبو یاد رکھنے کی بات ہے کہ اللہ تعالی
ذرہ نواز ہے بندہ پرور ہے بیشک سب کچھ ہے مگر واضح رہے کہ جسپر عنایت و کرم فرماتا ہے
اوسکی کسی نیکی ہی کو پسند کرکے عنایت و کرم فرماتا ہے اگرچہ وہ نیکی ذرہ ہی برابر کیون نہو اور
اوس نیکی کا کرنیوالا پہلے بڑا سخت گنہگار کیون نہو اور جسکو پکڑ لیتا ہے اوسکی کسی برائی ہی
پر اوسکو پکڑ لیتا ہے اگرچہ وہ برائی ذرہ ہی برابر کیون نہو اور اوس برائی کا کرنیوالا پہلے کیسا ہی
نیکوکار کیون نہو - اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ نیکی کیسی ہی چھوٹی ذرہ برابر کیون نہو بندہ اسکو ہلکی نہ سمجھے
بلکہ ضرور بجا لائے اور حتے الامکان [illegible] نہ دے شاید قبولیت و مغفرت اسی مین چھپا
رکھی گئی ہو اور برائی کیسی ہی چھوٹی ذرہ برابر کیون نہو بندہ اسکو ہلکی نہ سمجھے بلکہ اس سے ضرور
بیزار رہے اور حتے الامکان ہرگز اوسمین مبتلا نہو شاید پکڑ اور عذاب اسمین چھپا رکھا گیا ہو -

خداوندی غیرت کا یہ عالم ہے کہ وہ قیامت مین اپنے ایک بندۂ گنہگار کو طلب فرمائیگا اور اوسکے آگے اوسکے گناہونکے ننانوے دفتر کھولکر رکھوادیگا جسکا ایک ایک دفتر اسقدر لانبا چوڑا ہوگا جہانتک بندے کی نظر پہونچ سکیگی۔ اور فرمائیگا اے بندے ان دفترونکو دیکھ یہ سب تیرے کئے دھرے گناہ ہین یا میرے فرشتون نے تجھپر ظلم کرکے زبردستی ناکردہ گناہ لکھ دیئے ہین۔ بندہ اقرار کریگا کہ بیشک و شبہ یہ سب ہمارے کئے دھرے گناہ ہین۔ خداوندعالم پوچھیگا۔ بھلا تیرے پاس کوئی نیکی بھی ہے؟ بندہ عرض کریگا۔ اے میرے مولا کچھ بھی نہین۔ تب خدا فرشتونکو حکم دیگا کہ اسکی نیکی کا وہ پرچہ لاؤ جسپر اوسکا یہ اقرار لکھا ہے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وہ پرچہ پاکر بندہ دیکھتے ہی شرماجائیگا اور عرض کریگا مالک کہان یہہ اتنے بڑے بڑے ننانوے دفتر اور کہان یہہ مختصر سا پرچہ۔ خدا فرمائیگا ہان ہان آ بندے آ۔ ذرا تو اپنی تول دیکھ غرض ایک پلہ پر گناہونکے ننانوے دفتر اور دوسرے پلہ پروہ پرچہ جسمین اوسکی کل پونجی ایک ہی نیکی لکھی ہے وہ رکھا جائیگا پھر بھی یہی مختصر پلہ بھاری نکلیگا۔ بندہ سخت تعجب کریگا۔ خدا فرمائیگا میرے نام پاک کے مقابلہ مین کوئی چیز بھاری نہین ٹھہر سکتی آخر وہ بندہ بخشدیا جائیگا۔ خدا کو اپنے نام کی جو کسی مومن کے دل سے نکلا ہو ایسی غیرت اور عزت ہو اور ہملوگ اوسکے نام لیوا ہو کر اوسکے احکام کی کچھ وقعت نہ سمجھین بلکہ اوسکو مان کر اوسکی ہتک حرمت کرین کہ خدا سب کچھ فرمایا کرے اور ہمیا بندے پروا نکرین حیا جسبو ایسے غیور اللہ سے بہت ڈرو جیسا وہ ذرے سے مزاج کے موافق بیٹھے کام پر راضی ہوجاتا ہے اور بندہ کا بیڑا پار ہی لگا دیتا ہے ویسا ہی ذری خلاف مزاج بات پر پکڑ کر جہنم مین ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جھونک دیتا ہے۔ از نازک مزاجی پادشاہان پُرحذر باید بود۔ گاہے بسلامے برنجند گاہے بدشنامے خلعت بخشند۔ اسلام حقیقت مین نام ہے خداوندعالم کی مزاج شناسی اور رضاجوئی کا جو شخص خدا کی مزاج شناسی اور رضاجوئی سے بے پروا ہے وہ ہرگز مسلمان نہین ہے کیونکہ وہ نہایت ہی بے ادب اور سخت گستاخ ہے وہ خدا کی دربار مین حاضر ہونیکے قابل نہین ہے اور ایسے شخص کی ظاہری اطاعت

بخلاف بادشاہ حقیقی کے (جو مالک اور مختار مطلق بڑا جبار و قہار ہی) اوسکو مختصر قانون کے مختصر دفعات
اور بابہم تسلیم و تعلم و ترغیب و تحریص تمیں سے کیون اسقدر غافل ہین جسکی حد نہین اور اسپر طرہ یہ ہی کہ
دنیا کو محض فانی اور ناپائدار سمجھتے ہین اور عاقبت کو باقی یقین کرتے ہین وعظ و نصیحت سننے
کا بھی شوق رکھتے ہین - قیامت و جہنم کا ہیبت ناک حال شکر و انکی بیکسی معلوم کرکے رونے بھی لگجاتے
ہین دینداروںکو بہت اچھا سمجھتے ہین خود نیکو کار ہوجانیکا شوق دلمین پاتے ہین اسکا سامان
کرتے ہین دین کی کتابین خریدتے ہین پڑھتے ہین پڑھاتے ہین دینی تذکرونکو پسند کرتے ہین -
یہ سب کچھ ہوتا ہی مگر ہماری دینی حالت جیسی تباہ و برباد اور قابل افسوس ہو وہ اپنی حد سے بہت
زیادہ بڑھ چکی ہی آخر اسکا سبب کیا - کیون ہمکو روز بروز دنیا کا عشق اور دین سی نفرت ہوتی
جاتی ہی - کیا ہم یہ سمجھتے ہین کہ وہ جو کچھ کرتے ہین وہ فقط ایک حالت ہوتی ہی جو گذر کر
بے نام و نشان ہوجاتی ہی ہرگز نہین بلکہ جو کام کسی قسم کا بھلا یا برا بڑا یا چھوٹا ہو پڑتا ہی بس وہ
پتھر کی لکیر ہو جاتا ہی - عالم واقع مین وہ کام ٹھیک اسی طور پر تر و تازہ قائم رہتا ہی اوسپر فقط زمان
و مکان کا گہرا پردہ پڑا ہوتا ہے جسوقت وہ پردہ اوٹھا دیا جائیگا بس اوسیوقت وہ عمر بھر کے سارے کیے
دھرے کام اسیطرح آپکے سامنے پیش نظر ہوجائینگے پھر تو وَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا
ت اور گنہگار اپنے اعمال کو اپنے آگے حاضر پائینگے - ہائے کیا قیامت ہو ایسا بندہ جو اپنے ایک
عیب کا دنیا کے چند لوگون مین شائع ہوجانا پسند نہین کرتا وہ اپنی عمر بھر کے بے انتہا عیبون کے
ساتھ قیامت کے کھلے میدان مین برملا حاضر ہونیکی کیونکر تاب لائیگا - مبادا کسی غیرتمند شخص کو
شیطان بہکائے اور وہ سکرٹری صاحب کی یہ گٹھڑی جو میرے سامنے میز پر رکھی ہی چورالے - اور وہ
چوری کسیطرح کھلجائے تو آپ فرمائیے اوسکے بعد وہ غیرتمند ایکدم کیلئے بھی زمین کے اوپر رہنا
گوارا کرسکتا ہی صاحبو یقین کیجیے کہ اسکے اس شرمناک حالت کے ساتھ جینے سے مرجانا نہایت
پسند ہوگا - ہائے الٰہی پھر قیامت کی ذلت سے ہم کیون اسقدر غافل ہین - خداوندا مسلمانونکو بیجا
بنا کر مت چلا - اونکو جب تک دنیا مین رکھنا ہی مخلوق سے زیادہ خالق کی شرم عطا فرما - صاحبو!

فرمائے پہلے غسل اور وضو کرکے کھڑے ہوکر نماز پڑھنا فرض کردیا۔ پھر اگر پانی ضرر کرے یا نہ ملے
تو تیمم ہی پر قناعت کرلینا بتادیا کھڑے ہوکر نماز پڑھنے مین مجبوری ہو تو بیٹھکر پڑھنے کی اجازت
دیدی یہہ بھی نہ بن پڑے تو لیٹے لیٹے پڑھ لینے کو فرمادیا اسپر کرم پر کرم یہہ کہ ثواب برابر دینے کا ارشاد کردیا
صاحبو! ذرا انصاف کرو کہ عام طور پر ظاہر ہین خدا کے ماننے والے مسلمانون اور خدا کے نہ ماننے
والے بے ایمانون مین عملی حیثیت سے کیا فرق ہے۔ سود مسلمانون مین جاری زنا مسلمان کرین ناچ مسلمان
دیکھین جھوٹ مسلمان بولین بلکہ جھوٹ کی روٹی کھائین۔ نفاق ہم مین شقاق ہم مین بیار
نہین کونسا گناہ ہے جسکے لئے ہم ناحق بیفائدہ گناہ شماری کررہے ہین۔ اگر یہہ کہو کہ یہہ سب تو ہم
گناہ کرتے ہین مگر ہملوگ پوجتے تو خالی خدا کو ہین۔ یہی بہت بڑا فرق کافی ہے تو برادرمن یہہ بھی
کہان ہے اگر یہی ہوتا تب تو بڑی خوشی کا مقام تھا۔ ہم تو خواہش پرست خود پرست ہین جو جی
چاہتا ہے وہ البتہ کرتے ہین اور یہہ خود شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ
إِلَٰهَهُ هَوَاهُ کیا تو نے اوس شخص کو دیکھا جسنے اپنی خواہشون کو اپنا معبود ٹھہرا رکھا ہے
سعدیا گر بت شکنی خود مباش ؎ خود پرستی کمتر از اصنام نیست ؎ خیر بات دور جا پڑی
المختصر آپلوگ مجھے اس سوال کا جواب باصواب عنایت فرمائین کہ پھر ہملوگ آپ ہی آپ بے
کہے سُنے ترغیب و ترہیب کے اپنے بادشاہ مجازی کے قانون کے ایسے جان نثار اور اوس
خداوند عالم کے قانون سے باوجود ہر وقت کی ترغیب و ترہیب کے ہمکو ایسا فرار کیون ہے آپلوگ مہربانی
فرماکر سوچکر مجھے اسکا جواب عنایت فرمائین (مقرر صاحب بیٹھ گئے اور ذرہ توقف کرکے پھر
اوٹھ کھڑے ہوئے اور پھر تقریر کا سلسلہ شروع کردیا اور کہنے لگے) حضرات آپلوگ نے
تو میرے درد دل کا کچھ علاج تجویز نہین فرمایا یعنی مجھے جواب ندیا میرے فہم ناقص مین جو آتا ہے
اب مین اوسکو عرض کرتا ہون خدا کیلئے دل کے کان سے سنئے اور عبرت حاصل فرمائیے اور
غلط ہو تو بے تکلف فرمادیجئے مین آپ کا نہایت مشکور ہونگا۔

الجواب

بدترین نافرمانی ہی کیونکہ ع مَنْ لَمْ یَکُنْ لِلْوِصَالِ اَھْلاً ۔ فَکُلُّ اِحْسَانِہٖ ذُنُوْبٌ ۔ یہ مسئلہ
عجب لطف کا چھڑ گیا اس اصول پر قائم رہنے سے ہزارون من گڑھت مسئلون اور حیلہ شرعی کی جواب
نکل آتے ہین مومن کی یہی شان ہی کہ وہ جو کام کرنا چاہتا ہو دربارداری اور دربارشناسی سے ماہر
ہونیکی وجہ سے پہلے ہی اوسکو یہ فکر دامنگیر ہو جاتی ہی کہ خدا کرے یہ کام ایسا ہو کہ خدا کو پسند آجاے
خدا کی مزاجداری جو عین ادب ہی مومن کے دل سے کبھی جدا ہی نہین ہوسکتی یعنی مومن خدا سے
کبھی گستاخ اور بے ادب نہین ہوسکتا۔ یاد رکھو نماز ہو یا روزہ حج ہو یا زکوٰۃ یا اور کوئی عمل ہو
اوسکی قبولیت اوسی وقت ہوسکتی ہی جبکہ اوس سے خدا کی رضامندی مدنظر ہو یعنی وہ کام خداوندی
ادب کی رعایت کے ساتھ انجام دیا گیا ہو۔ مسلمانون اور منافقون کی اعمال مین فقط خدا کی رضاجوئی اور
عدم رضاجوئی یعنی ادب اور بے ادبی ہی کا تو فرق ہی اور کیا ہو۔ بندے بادشاہ مجازی کے مقرر کیئے
ہوئی ٹکس کو کیا گھٹا گھٹا ادا کیئے جاتے ہین۔ بعضے جو اس سے نارضامندی ظاہر کرنیوالے ہین
وہ بھی ناک بھون چڑھائے جاتے ہین مگر ادا بھی کیئے جاتے ہین۔ اور جو ایسا رحیم وکریم وغفور حقیقی
بادشاہ ہی اور سب اوسیکا بخشا ہوا ہے اوسکے نام پر دینے مین ہزارون حیلے بہانے گڑھے جاتے
ہین زکوٰۃ دینے والے کیا کیا حیلے کرتے ہین کہ معاذ اللہ سال تمام ہونیکو قریب آیا اور
تمثیلاً اپنے تمام مال مثلاً بیوی کو ہبہ کر دئیے۔ پھر بی بی سے خود اپنے نام ہبہ کرا لئے چلئے ہزارون لاکھون
کروڑون روپئے رکھتے ہین مگر اپنی بوجھ مین اونپر سال تمام ہونے ہی نہین دیتے کہ زکوٰۃ فرض ہونے پائے
صاحبو! تمھین ایمان سے بتاؤ کہ زکوٰۃ کو خدا نے اسی لیئے فرض کیا تھا کہ خدا کی مقرر کی ہوئی زکوٰۃ
اپنے اوپر فرض ہونے ہی نہ دو گے اوسنے تو تمھارے ہی غریب بھائیونکی پرورش کی ایک نہایت باضابطہ
آسان صورت بتادی ہی اوسکو جو تمنے ان بیہودہ حیلون سے غارت کر دیا اور خوش ہو کہ ہمپر زکوٰۃ
فرض ہونے ہی نہین پائی جو خدا کا ہمپر مواخذہ ہوگا کہو خداوندی حکم کیساتھ یہ کیسی گستاخی
وبے ادبی ہی۔ صاحبو! بیشتر دیکھا اسی لئے ہو جاتا ہے کہ تمنے اسلام کے معنی خدا کی مزاج شناسی
اور رضاجوئی کے سمجھا ہی نہین ہی۔ اوسکی تو ایسی شفقت کہ اپنے احکام کیسے سہل کر کے ہمپر پیش

تیسرا مسافر آیا۔ کپڑے اوتار کر لگا نہانے اتنے مین اوس سوار کو اپنی تھیلی یاد آئی۔ اوسنے گھوڑے کی باگ موڑی اور پھر اوسی چشمہ پر آدھمکا دیکھا تو ایک شخص نہا رہا ہے۔ اوس سے پوچھا "یہان میری تھیلی چھوٹ گئی ہے بتا کہان ہے"۔ اوسنے اپنی لاعلمی ظاہر کی۔ سوار کیون باور کرنے لگا تھا۔ آخر تو تو مین مین کے بعد سوار نے اوس ظاہری بیگناہ مسافر کو چوری کی علت مین قتل کر ڈالا۔ ایک اہل دل پہاڑ کی چوٹی پر دور سے خدائی کرشمے بیٹھے دیکھ رہے تھے وہ نہایت حیرت مین آگئے کہ یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے۔ تھیلی لے بھاگا کون قتل کیا گیا کون۔ الٰہی مجھپر اپنا یہ راز فاش کر۔ الہام ہوا جو روپیونکی تھیلی لے بھاگا ہے وہ روپے درحقیقت اوسی کے سوار کے ذمہ نکلتے تھے جسے سوار ادا نہین کرتا تھا اسلئے وہ روپے اوسکو دلوا دئیے گئے اور حق بحقدار رسید۔ اور تیسرے صاحب میری ایک بیچاری تتلی پکڑ کر اوسکی دم مین ایک تنکا کھونس کر تماشے کر رہے تھے۔ یہانتک کہ میری تتلی مرگئی۔ یہ اوس خون ناحق کا مواخذہ تھا۔

یہ تو ایک قصہ ہے اسکی واقعیت خدا کو معلوم۔ مگر مطلب ٹھیک ہے۔ صحیح حدیث مین آیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شب معراج کی سیر مین دوزخ کی سیر کو جب تشریف لائے تو وہان ایک عورت کو آگ سے سخت عذاب مین مبتلا پایا۔ حضرت جبرئیل ع سے اوسکا جرم دریافت فرمایا معلوم ہوا کہ اسنے خدا کی ایک بلی باندھ رکھی تھی نہ اوسے کھانا پانی دیا نہ رہا کیا کہ چوہے کھا کر جان بچائے۔ آخر وہ بیچاری بلی بھوکی پیاسی مر کر رہ گئی یہ عورت اس جرم مین سزا یاب ہو رہی ہے۔ غرض بادشاہ مجازی کی بخوشی ایسی سخت فرمانبرداری اور بادشاہ حقیقی کی فرمانبرداری مین ایسی غفلت کیلئے نقد و ادھار کا فرق ناقابل توجیہ ہے پھر کافی وجہ کیا ہے اوسکو بیان کرنا چاہئے۔ میرا خیال یہ ہے کہ اسکی وجہ فقط صحبت ہے۔ جیسی صحبت ویسی برکت۔ غور کر کے سوچوگے تو دنیا مین فیض صحبت کی بڑی بڑی نیرنگیان پاؤگے بلکہ تمام تر فیض صحبت ہی کا جلوہ دیکھوگے۔ جو چیز جس بودار چیز مین رکھدیجاتی ہے وہ اوسی بو مین ایسی بس جاتی ہے کہ اوس مین اپنے جلیس کی بو باس رنگ تاثیر نام و نشان سب کچھ پیدا ہو جاتا ہے۔ حضرت سعدیؒ فرماتے ہین

میرے خیال میں اسکی ایک ہی وجہ ہو۔ اگرچہ بہت دھوکھا ہوتا ہے کہ بادشاہ مجازی کی سزا و جزا چونکہ
دم نقد ہو اور بادشاہ حقیقی کی سزا و جزا ادھار اسلئے انسان باوجود ایمان کے نافرمانی کیطرف
جھک پڑتا ہی۔ ہم جیلخانونکو سزایافتہ مجرمون سے بھرا پاتے ہین۔ برابر دیکھتے ہین کہ کسی پر بیت
پڑ رہی ہے۔ کوئی پھانسی پر لٹکا ہوا ہی۔ کوئی کالے پانی بھیجدیا گیا ہی اسکو دیکھ دیکھکر ڈرتے
رہتے ہین بخلاف خدائی مار کے کہ وہ ابھی ہماری آنکھو نسی اوجھل ہی ہم اوسکو بھول بھول جاتے
ہین۔ مگر دوستو مومنونکی غفلت کیلئے یہ وجہ قرار دینا غلط ہی اور سراسر غلط ہی جرمونکی سزا پاکر
جرم سی باز آنیوالے کم ہوتے ہین بلکہ سزا کی آفت جنپر ٹوٹ پڑتی ہی وہ اور زیادہ بیحیا ہوجاتے ہین
جیل کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہی کہ قیدیون مین اوسی قسم کے مجرم زیادہ ہوتی ہین جو دوسری تیسری
چوتھی بار سزایاب ہوتے گئے ہین۔ غرض بدمعاشون کو ان سزاؤن سے فائدے کم پہونچتے
ہین۔ ہان غیر تمند جماعت والے ضرور عبرت پکڑتے ہین جس سے ہمارے دعوے کا ثبوت ہوتا ہی جسکو
مین آگے بیان کرونگا۔ اور نیز اگر سرکاری سزائین متنبہ کرتی رہتی ہین تو بھی ضرور تھا کہ ہم
بادشاہ حقیقی کے قانون کی پابندی مین زیادہ سرگرم رہتے کیونکہ ہمارے عقیدہ کے موافق جیسا
پہلے مذکور ہو چکا دنیا کی ساری آفتین بندونکی کرنی کرتوت کی سبب سے آتی ہین۔ تو پھر دنیا بھر کے
شفاخانے اور گھر گھر کی نت نئی نئی بلائین ہر غافل کو ہشیار کرتی رہتی ہین کہ جو جس بلا مین
مبتلا ہے وہ ضرور کسی جرم کے سبب سے سزایاب ہو رہا ہے یا دوسرونکی عبرت کیلئے ہی۔ بندے
جانتے ہین کہ خدائی پکڑ ذرا در پردہ ہوا کرتی ہی۔ سمجھنے والے سمجھتے ہین۔ بزرگون نے فرمایا ہی
کہ جب ہم سے خدا کے بارے مین سرکشی ہو پڑتی ہی تو ہم اپنے جانورون اور بال بچون کو دیکھتے ہین
کہ وہ ہمسے سرکشی کرنے لگتے ہین۔

حکایت

کسی پہاڑ کے نیچے ایک چشمہ تھا اوسمین ایک سوار نہانے لگا۔ نہا دھوکر چلا تو اتفاقاً اوسکے
روپیونکی تھیلی چھوٹ گئی۔ ایک اور مسافر آیا اوسنے پانی پیا تھیلی پڑی دیکھی لیکر چلتا ہوا۔

بھی گیا اور ڈرتا ہوا مالک کی غلامی مین اپنے کو حاضر بھی کردیا تو اب وہ بُری صحبت مین
رہکر اپنے اس ارادے پر جما نہین رہ سکتا خود اوسکا نفس امارہ اور شیطان اور بُری صحبتین
اوسکو زبردستی سیدھی راہ سے کھینچ تانکر بُرے راستہ پر لا ٹھہرا ئینگی اور آخر کار وہ نیکو کار
بندہ بھی بُرائیون مین مبتلا ہوکر ہلاک ہو جائیگا اسلئے فرمادیا گیا کہ کُوْنُوْا مَعَ
الصّٰدِقِیْنَ یعنی سچون اور راستبازون کی زمرون مین لبسو تاکہ ہر طرف سے
تم مین سچائی پیوست ہو جاے۔ تمھاری بہکنے کی راہین چارون طرف سے بند ہو جائین
اور بغیر غور و فکر سوچ و سمجھ اور قصد و ارادے کے آپ سے آپ بھی تمسے ویسے ہی حرکات و
سکنات سرزد ہون جو تمھاری سچے زمرے والونکی حرکات و سکنات ہین اور فرمادیا وَ
اصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ
یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰكَ عَنْهُمْ ت اور اپنے کو اون
لوگون کے ساتھ قید کر رکھ جو صبح و شام اپنے رب کا مُنہ جوستے اور اوسیکو پکارتے رہتے
ہین اور کہین فرمادیا وَاِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ
الذِّكْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ت اور اگر شیطان تجھکو بھلادے تو یاد آنے
پر گنہگارونکے ساتھ نہ بیٹھ۔ کہین یہ الزام دیا جائیگا وَسَكَنْتُمْ فِیْ مَسٰكِنِ
الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ ت اور بسے تم ایسے لوگونکی بستی مین جو گنہگار تھے۔
اتنے بیان سے امید ہے کہ آپلوگ بخوبی و بلا تردد سمجھ گئے ہونگے کہ ہملوگ بادشاہ مجازی کے قانون
کی ہر دفعہ کو بآسانی بلا چون و چرا اسی لئے خود بخود ماننے لگ جاتے ہین کہ ہم اُنھین لوگون
مین بسے ہوئے ہین جنکا ہر ہر فرد پڑھا لکھا۔ اَن پڑھ۔ مرد۔ عورت۔ بدکار۔ نیکوکار۔ لڑکا۔ جوان۔
بوڑھا۔ ہندو۔ مسلمان۔ امیر۔ غریب۔ بیمار۔ تندرست اپنے بادشاہ کا دل سے مطیع ہے یہانتک
کہ یہہ اطاعت ملک کی ملک کا رسم و رواج و عرف اور قبول عام ہوگیا پس اب اس صحبت کا
بچہ بچہ بھی زمانہ کا رنگ ڈھنگ دیکھتے دیکھتے بے بوجھے سمجھے بمقتضاے رسم و رواج و عرف بادشاہ مجازی کا

قطعہ گلے خوشبوی در حمام روزے ٭ رسید از دست محبوبے بدستم ٭ بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری ٭ کہ از بوے دلاویز تو مستم ٭ بگفتا من گلے ناچیز بودم ٭ ولیکن مدتے باگل نشستم ٭ جمال ہمنشین در من اثر کرد ٭ وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم ٭ ہم ہمیشہ دیکھا کرتے ہین کہ جب لوہا بھٹی مین تاؤ دیا جاتا ہی تو لوہے کا سیاہ رنگ غائب ہو جاتا ہی اور لوہا بالکل سرخ آگ ہو جاتا ہو اور تاثیر بھی آگ کی رکھتا ہے جب تک آگ کی صحبت کا اثر رہتا ہے جبتک گرم رہتا ہو آگ کی مثل بہت باقی رہتی ہی۔ پھر رفتہ رفتہ ہوا وغیرہ غیر جنس کی صحبت اور آگ کی گذشتہ صحبت کی دوری سے آگ کا نام ونشان تک فنا ہو جاتا ہی۔ کسی لوہے کو مقناطیس کے قریب چند روز رکھدو تو لوہے مین فقط مقناطیس کی صحبت سے مقناطیس کی ایسی تاثیر آجاتی ہو کہ اس لوہے مین بھی دوسرے لوہے لپٹنے لگجاتے ہین مثلاً ایک سوئی کو کسی مقناطیس کے مقابل مین چند روز رکھکر دیکھو گے تو اس سوئی مین دوسری سوئی جھپٹ جاتے پاؤ گے۔ پانی کا جمکر برف ہو جانا چیزونکا جلکر کوئلا ہو جانا۔ دواؤنکی تاثیرات حیوانون کا آدمیونکی طرح کام دینا۔ وحشیونکا مانوس ہو جانا۔ بے زبان جانورون کا بولنے لگنا۔ آخر یہہ سب کیا ہی۔ یہ بالکل فیض صحبت ہین۔ آپ حضرات تھوڑی توجہ فرمائینگے تو اسکی مثالونکو ہر رنگ کی چیزون مین عیان پائینگے۔ مذہب کے رو سے بھی جہانتک غور کرینگے وہانتک اچھی صحبت اختیار کرنا اور بری صحبتون سے دور بھاگنے کی سخت تاکید پائینگے۔ جناب باری عز اسمہ فرماتا ہی۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ ت اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور سچون کے زمرے مین رہو۔ اس آیت کے اہتمام کو ملاحظ فرماۓ۔ پہلے مخاطب وہ لوگ کیے گئے جو خدا کو مان گئے ہین۔ کیونکہ یہی سب پر مقدم ہی۔ اسکے بعد ڈرنے کیلئے حکم فرمایا کیونکہ جسکے دلمین اپنے افسر کا ڈر نہین وہ بیحیا ہے اوس سے کچھ امید نہین ع۔ بیحیا باش وہر چہ خواہی کن۔ تو پہلے بندے کو غیر تمند بننے کیلئے فرمایا کہ یہی ساری بھلائیونکی جڑ ہے اسیلئے فرمایا۔ اَلْحَیَاءُ خَیْرٌ کُلُّہٗ ت شرم سراسر بہتر ہے جب مالک کی شان اور اوسکی عزت کا دھیان بندھا تو اوس سے ڈرنا اسکا لازمی نتیجہ ہے مگر جو بندہ کسی وجہ سے خدا کو مان

از دوست بیرسد نیکو ست۔ اور وہ ہمیشہ اپنی خاوند کی نزدیک بھی سرخرو رہتی ہی یہی حال ہر سعادتمند وفادار ملازم کا ہی کہ نوکری کرنیکو نکلا تو سمجھ لیا کہ بس اب ہمکو اپنی آقا کی طاعت و رضاجوئی کی بغیر چارہ نہیں خیر اسی مین ہی کہ آقا جو فرمائے اوسکی کنہ سمجھ مین آئی یا نہ آئی او سکے حکمو نکی آگے سر تسلیم خم ہے۔ چونکہ بعینہ یہی حال ہملوگو نکا اپنی بادشاہ مجازی کی ساتھ ہی۔ اصلی حاکم محکوم دونونکی جبین سے کٹتی ہے اور جسنے اس اطاعت کی گر کو نہین سمجھا اور لگا بات پکڑنے اور فقط لفظونکی پابندی کرنے وہان مٹی پلید ہوئی۔

نقل

ایک جنٹلمین صاحب بڑے قانون دان تھے وہ اپنے ملازم کیلیئے اوسکی ڈیوٹی کی نہایت مصرح و مفصل فہرست مرتب رکھتے تھے۔ اوسنے ایک سائیس کو نوکر رکھا اور حسب دستور قدیم اوسکو کام و نکی ڈیڑھ گز کی ایک لانبی فہرست عطا فرماکر تاکید کردی کہ خبردار اسکو پورے طور سے انجام دینا ہوگا۔ سائیس تو فہرست کی طول و عرض ہی کو دیکھکر گھبرایا مگر تھا بیچارہ بھوکھا۔ کرتا کیا منظور کرلیا مگر رہا وہ بھی گھات مین کہ بہتر کبھی ہمکو بھی موقع مل ہی جائیگا اوسوقت کسر نکلجائیگی۔ حضرت ایکبار جنٹلمین بہادر گھوڑے پر سوار ہوا خوری کو تشریف فرما ہوئے اتفاق وقت راہ مین گھوڑا بھڑکا اور سوار صاحب آتے ہیں نیچے مگر رکاب مین پاؤن لپٹا رہگیا گھبراکر سائیس سے کہا جلدی گھوڑا پکڑ رکاب سے پاؤن نکال۔ وہ بھی تھا اوستاد اور گھات مین تھا ہی اوسنے اونھین کی عطا کی ہوئی فہرست جھٹ جیب سے نکال اور سٹر سے کھینچکر لگا دکھلانے کہ سرکار آپکی مفصل فہرست مین کہین اس خدمت کا ذکر نہین ہین اس خدمت کا جوابدہ نہین ہون یہانتک کہ گھوڑے کی رو مین جنٹلمین صاحب چلکنا چور ہوکر رہگئے۔ یہ آفت اونپر اسلیئے ٹوٹی کہ آقا و ملازم مین جو ایک خاص مضمون فرمانبرداری کیساتھ مزاجداری اور رضاجوئی کا ہوتا ہی وہی رخصت تھا بھائیو اگر تمنے اسلام کو سچ مچ حق سمجھا ہی تو اوسکے مزاجدار اور رضاجو اور وفادار رہو۔ اور اوسکی متعین تدبیر یہی ہی کہ اچھی صحبت اختیار کرو اور بُری صحبت سے دور بھاگو دیکھو

کا صدق نہ ایسے مطیع و وفادار رعایا بنجاتا ہی اور بلا مزاحمت سلطنت کا رنگ غالب آجاتا ہی۔
بخلاف پادشاہ حقیقی کی قانون پر عملدرآمد کی۔ کہ ہم جنکی صحبتون مین بیسے ہین اونکی یہ
حالت ہی کہ بجای اسکے کہ اس جماعت کا ہر ہر فرد بادشاہ حقیقی کی اطاعت مین سرگرم وفاداری
اور فرمانبرداری ہوتا انکا ایک فرد بھی اپنے بادشاہ حقیقی کی اطاعت مین ویسا سرگرم نہین
دکھائی دیتا بلکہ انکا ہر ہر متنفس ٹھٹھرا ہوا ہی بس۔ع افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را+ کی تاثیر
جاری ہے۔ غرض جسکی ہوا بندی ہوگئی اور جو چیز قبول عام ہوگی وہی چیز سب کو بھائیگی اور
اوسیکا رنگ جمیگا۔ زمانہ کی فیشن اسیلئے درپردہ ایسے لازم ہوجاتی ہین جنکی مخالفت پر فتحمندی
نہایت ہی دشوار ہی۔ یہی وجہ ہی کہ سلطنت کا رنگ رعایا پر نہایت گہرا جم جاتا ہے۔
اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ کے یہی معنی ہین۔ اسیلئے غیر قبول عام اور زمانہ کے
فیشن کے مخالف کامون کا طلبگار ویسا ہی نامراد رہتا ہی جیسا دھارے کے خلاف
یا دمخالف کی رخ پر کشتی لیجانیوالا اور نفس اور شیطان کی مزاحمت مزید بران مگر
ساتھ اسکے یہی جو شخص اپنے کو یکسو کرلیتا ہی اوسپر بڑے بڑے دشوار کام سہل ہوجایا کرتے
ہین اور اوسکی کامیابی کیلئے خدا کیطرف سے راہ نکل آتی ہے۔ جو بندہ ٹھان لیتا ہے
کہ بس ہمین اپنے آقا ہی کی اطاعت کرنی ہی۔ خداوند عالم ہی کی حکم کی تعمیل مین جینا اور
مرنا ہی اوسپر خدا کی اطاعت سہل ہوجاتی ہی اور رسم و رواج اور زمانہ کی فیشن کی پابندی
چھوٹ جاتی ہی اور غافل لوگون سے اوسکے دلکو نفرت اور بیگانگی پیدا ہوجاتی ہے
[illegible] اونسے بقدر ضرورت ملتا ہے اسلئے اسکو ویسے لوگون سے بہت ہی کم ضرر پہونچتا ہی
جیسے وہ سعادتمند لڑکی جو اپنے بیاہ ہی کیوقت سمجھ لیتی ہے کہ بس اب ہمین خالی اپنے
خاوند کا منہ جوہنا ہی اب ہمکو کسی سے اپنا ہو یا پرایا کچھ سروکار نہین میرا جینا مرنا۔ عزت ذلت
رنج راحت سب اسی خاوند کی ذات کے ساتھ ہی۔ یہہ یکسوئی اوسکی زندگی کو نہایت مسرت
اور دلجمعی کیساتھ بسر کرادیتی ہی اور ہر قسم کی تکلیف کو بھی راحت رسان کردیتی ہی۔ اے ہر چہ

مین کسیطرح کم نہین بلکہ بہت زیادہ ہی خصوصًا ایسے آخر زمانہ مین جسکے بارے مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ آخر زمانہ ایسا آنیوالا ہی کہ آگ پر پاؤن جمائے رہنا آسان ہوگا اور خدا کے دین پر ٹھہرنا اوس سے بدرجہا مشکل ہوگا۔ بزرگان دین صدہا برسون سے فرماتے چلے آتے ہین کہ وہ زمانہ آگیا۔ یہ وہی زمانہ ہی تو بھلا اب اس زمانہ کے یہی زمانہ ہونے مین کیا شک رہا ایسی حالت مین مسلمانون کو شریعت کی سیدھی راہ پر جمے رہنے مین سخت کوشش کی بڑی ضرورت ہی جو نیکون کی صحبت پر موقوف ہی اگر خدای مہربان کی توفیق سے آج دنیا مین شریعت پر قائم رہنے کی مشق بہم پہونچ سکے تب تو البتہ خدا کی عنایت و مہربانی سے ہملوگ بھی اس پل صراط کو پار ہوکر جنت مین داخل ہوجاوینگے اور وہان ہمیشہ ہمیشہ کو بس چین و آرام سے بادشاہت کے مزے لوٹینگے ورنہ خدا ہی حافظ ہے۔

ڈیڑھ گھنٹے ہوچکے گیارہ بجتے ہین۔ اب گذارش یہ ہی کہ آپلوگ اسقدر صبر و ضبط و استقلال کے ساتھ صبح سے قریب آدھی رات تک کے نہایت دلچسپی سے اپنے پیارے خدا و رسول کی پیاری پیاری باتین سنتے رہے تو ذرا اس بات کا بھی خیال کرتے جائے کہ کسنے کیا سمجھا اور اوسکے دل مین خدا و رسول کی محبت کسقدر جوش زن ہوئی۔ طالب العلمون کا جب تک امتحان نہین ہوتا تب تک اونکو اپنی لیاقت علمی کا اندازہ نہین معلوم ہوتا۔ امتحان کے بعد اونکو ہوش ہوتا ہی کہ ہم کیا سمجھے تھے اور حقیقت مین تھے کتنے اسی لئے حدیث شریف مین آیا ہی کہ "حاسبوا قبل ان تحاسبوا"۔ اپنا اپنا حساب پہلے ہی آپ کر لیتے جاؤ۔ قبل اسکے کہ تم سے حساب لیا جاوے اسلئے آپلوگ بھی ایک مختصر سا اپنا فقط جانچ کا امتحان یہ دیتے جائے کہ مسلم ہال جسکی تعمیر کیلئے برسون سے اسکے نیک نیت ممبران سر کھپا رہے ہین اوسکے لئے چندے عنایت فرماتے جائیے اور بلا لحاظ قلیل و کثیر دامے درمے قدمے سخنے قلمے امداد کیجئے جو صاحب چاہین نقد و جنس دم نقد عنایت فرمائین اور جو صاحب چاہین اپنے نام نامی بقید زر اعانت لکھوا دین۔ چندہ شروع ہوگیا۔ اوسکے بعد مقرر پھر اوٹھ کھڑا ہوا اور

ہ سگ اصحاب کہف روزے چند ٭ پئے نیکان گرفت مردم شد ٭ پسر نوحؑ با بدان بنشست ٭ خاندان نبوتش گم شد ٭ ایسی صحبت جہان اور جتنی دور ہوسکے جس ملک مین نصیب ہو حاصل کرنا ضرور ہے ورنہ آیندہ کی خیریت معلوم۔ اللہ رحم کرے حضرات آپلوگون نے سنا ہوگا کہ قیامت مین جہنم کے نہایت عمیق گڈھے پر ایک پل رکھا جائیگا جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہوگا۔ اور ہزارون میل کا لانبا ہوگا۔ ہر ہر شخص کو اوس خطرناک پل پر سے گذرنا پڑیگا۔ کیونکہ جنت اوس پل کے پار ہوگی۔ ایماندار اپنے ایمان کی اندازسے تیز و سست پار ہو جائینگے۔ اور گنہگار اپنے گناہونکی حیثیت سے اوس پل پر سے کٹ کٹکر آگے پیچھے جہنم مین گرتے جائینگے۔ ایسی ہیبت ناک پل پر سے کوئی اناڑی آدمی ہرگز نہین گذر سکیگا اوسپر سے گذر جانا بڑے ہی مشاق آدمی کا کام ہے۔ نٹ لوگ بہت بڑی مشق بہم پہونچاتے ہین تب کہین تھوڑی اونچی اور چند ہاتھ لانبی اور موٹی رسی پر تھرتھراتے ہوئے چلتے ہین تو ہملوگ اونکو چلتے ہوئے فقط دیکھ ہی کر سہمنے لگتے ہین کہ بس یہ اب گرا اب گرا بھلا ایسا ڈرپوک شخص بغیر نہایت ہی سخت مشق کے اس خوفناک پل صراط پر سے کیونکر گذر سکتا ہے۔ پل صراط پر چلنے کے لئے مشق کا آلہ شرع شریف کی حدود ہین جو شخص خدا کی بتائی راہ پر (جو حقیقت مین پل صراط سے کسی طرح کسی بات مین کم نہین ہے) ثابت قدم رہا تو ایسا مشاق البتہ اپنے ثبات قرار کے موافق اس مہیب پل پر سے ضرور پار ہو کر جنت مین چلا جائیگا اور جو گمراہ ہین اور شریعت کا فقط دم بھرنیوالے ہین اونکا پار ہونا بالکل ناممکن ہے کیونکہ اوتھون نے دنیا مین اسکی مشق نہین کی۔ یاد رکھو

ہ قدم باید اندر طریقت نہ دم ٭ کہ اصلے ندارد دمِ بے قدم ٭ نفس کی خواہشون اور شیطان کے بہکانے اور بری صحبت کے بد اثر سے زندگی بھر تک کی لانبی مدت تک بچے رہنے کی مشق اور خدا کی فرمانبرداری مین نفس کی خواہشون کی روک تھام جاری رکھنا بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز بڑے ہی اونچے پل پر سے گذرنے سے واقع

کہنے لگا) اورممبران مسلم ہال کیخدمت مین یہ التماس ہی کہ آپلوگ اس مسلم ہال کی تعمیر
مین شان وشوکت وتجمل کاخیال دور کرین۔اور ایسا مکان تعمیر کرا چھوڑین جس مین
ہماری قوم اوراونکے ہونہار پیارے بچے آرام سے وعظ ونصیحت سنا کرین اور
جیساکہ یہ بچے آج شام سے شامیانے کے باہر شبنم مین بیٹھے اور کھڑے جاڑے
سے ٹھٹھر رہے ہین سرد ہوا اس سرد موسم کی کھا رہے ہین جسکو دیکھ دیکھ کر میرا دل عجب
بیچین ہوا جاتا ہے۔ان پیارون کو ایسی تکلیف پھر دوبارہ نہ اوٹھانا پڑے۔

فہرست کتب موجودہ مطبع خلیلی آرہ

مسند امام شافعی [illegible]	۴	الکافیہ [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۱	[illegible] التفسیر [illegible]	۴	[illegible]	۱
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
ارشاد [illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۱
[illegible]	۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۶
طلاوۃ الصرف [illegible]	۱ر	الکافی [illegible]	۱۴ر	عجالہ نافعہ	۱
سلیقہ [illegible]	۴ر	[illegible] وعم وتبارک الذی [illegible] سیقول			۴
[illegible]	۱ر	فہرست جدید [illegible] جناب منشی حکیم ظہور [illegible] صاحب آرہ			۱
[illegible]	۱۰	اردو کی پہلی کتاب حمایت الاسلام لاہور	۲ر	[illegible]	۱
منہاج العابدین اردو	۵	اردو کی دوسری کتاب "	۲ر	الارۃ المتقدۃ	۵
قصیدہ ابن کثیر [illegible]	۱۴ر	شرح مائۃ عامل	۸ر	فتوی عصمی	۲
[illegible] فصول اکبری	۴ر	مجموعہ [illegible]	۶ر	قطبی	۸
[illegible]	[illegible]	خلاصۃ الکشاف [illegible] القرآن	[illegible]	[illegible]	۸
[illegible]	[illegible]	فارسی کی پہلی کتاب [illegible]	۴ر	اصول شاشی	۴
تفسیر [illegible]	۱۰ر	فارسی کی دوسری کتاب لاہور	۲ر	سراجی	۶
[illegible]	۶ر	انٹرنس کورس عربی	[illegible]	ابن الوقت	۲
رسالہ [illegible]	۸ر	[illegible] بر حاشیہ [illegible]	[illegible]	وسائل برکات	۶
قصیدہ [illegible]	۴ر	انٹرمیڈیٹ کورس عربی	[illegible]	ترمذی مترجم	[illegible]
[illegible] فی الاحادیث [illegible]	۰۳	الکلام المبین فی الجہر بالتامین الرد علی قول المبین			۰۴
تعریف النجاح [illegible] الصلات	۰۳	ریاض الصالحین	[illegible]	تحذیر الانام	۳
رفع الاشتباہ عن صفات اولیاء اللہ	۱۳	تسہیل الفرائض	[illegible]	فصول اکبری	۴
مفتاح القواعد	۵ر	فتوے عیدگاہ	۱۰ر	کافیہ	۱
شرح ملا جامی مجتبائی	[illegible]	فصول اکبری نظامی	۴ر	غنچہ مراد	۲
شرح ملا جامی لکھنو	۱۲ر	مسند امام اعظم	[illegible]	قدوری	۶
رشیدیہ	۶ر	ہدایت النحو	۳ر	کریما [illegible]	[illegible]
مشکوۃ شریف	للعہ	منہاج العابدین مصری	۱۳ر	سیپارہ عم "	[illegible]
بخاری شریف مصری	[illegible]	محصول ذمہ خریدار			

المشتہر منشی سید حسن علی مہتمم مطبع خلیلی آرہ محلہ چوک مسجد